محفل میلاد کیا اور کیوں؟



نسخہ شفاے اُسقام، مجموعۂ نافع اہل اسلام، گلدستۂ ریاحین ذکر
شفیع یوم القیام، حدیقۂ گل ہاے بیان میلاد و برکت انضمام

دَافِعُ الْاَوْهَامْ فِيْ مَحْفِلِ خَيْرِ الْاَنَامْ ﷺ

محفل میلاد کیا اور کیوں؟

-: تالیف لطیف :-

فاضل اکمل عالم عامل مولانا مولوی محمد عبدالسمیع صاحب بیدلؔ رامپوری

-: ترتیب جدید وتخریج :-

محمد ثاقب رضا قادری

اِنتساب

امام المنطق والکلام، مجاہدِ تحریکِ آزادی،

پاسبانِ ناموسِ رسالت

علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ

کے نام جنہوں نے اپنے مجاہدانہ کردار سے

اُمتِ مسلمہ میں حصولِ آزادی کا جذبہ پیدا کیا

سال ۲۰۱۱ء کو علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ کے ڈیڑھ سو سالہ عرس کی مناسبت سے "علامہ فضل حق خیر آبادی کا سال" کے طور پر منایا جا رہا ہے۔ الحمد للہ علامہ فضل حق خیر آبادی کی نایاب تحریرات، شاعری اور علامہ کے سیرت و کردار اور جنگِ آزادی میں آپ کی شرکت پر لکھی جانے والی کتب، پی ایچ ڈی تھیسیز (مقالہ جات)، مختلف رسائل کے خصوصی شمارہ جات و مضامین پر مشتمل ویب سائٹ کا اجرا ہو چکا ہے۔

WWW.FAZLEHAQ.COM

تفصیلات

کتاب : دافع الاوہام فی محفل خیر الانام ﷺ
موضوع : منکرین میلاد کے شبہات کا ازالہ
تالیف : علامہ مولانا عبدالسمیع رامپوری۔
خلیفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی۔علیہ رحمۃ اللہ الولی۔
تسہیل وتخریج : محمد ثاقب رضا قادری۔عُفی عنہ۔
نظر ثانی : علامہ محمد افروز قادری چریا کوٹی دامت برکاتہم العالیہ
صفحات : چونسٹھ (۶۴)
اشاعت : ۲۰۱۱ء -۱۴۳۳ھ
ناشر : مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور، پاکستان
تقسیم کار : سنّی یوتھ ونگ، مرکز الاولیا لاہور، پاکستان

☆☆☆

فاضل اکمل عالم عامل مولانا مولوی محمد عبدالسمیع صاحب بیدلؔ نے
احکام متعلقۂ میلاد خیر العباد مثل اجتماع سامعین و زینت محفل
و تقسیم شیرینی و اطعام طعام و قیام تعظیمی و تطیب عطر
و گلاب و لوبان و پھول و بیان ولادت و رضاعت
و معجزات و بساط فرش چوکی یا منبر و روشنی
وغیرہ آرائش مجلس کے ثابت کرنے
تصنیف فرمایا اور منکرین کے زنگ
شکوک کو قرآن و حدیث کے
صیقل سے صاف کر کے
ہر بات کو مثال آئینہ
کے چمکایا۔

فہرست

احوالِ مصنف

از: علامہ محمد فروز قادری چریاکوٹی مدظلہ العالی

محقق دوراں مفتی زماں حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبد السمیع بیدلؔ سہارن پوری [۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء] خلیفہ: حضرت مولانا حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی -۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء- کا نام اَب کسی تعارف کا محتاج نہیں رہا۔ اُن کی مقبول ترین کتاب 'انوارِ ساطعہ' نے ان کی شہرت وپذیرائی کا جو باب قائم کردیا ہے اس کے سد باب کی خدا معلوم کیا کچھ کاوشیں ہوئیں؛ مگر سب بے کار و بے اعتبار و ناپائیدار۔ اور پھر نورِ آفتاب مٹھیوں میں کب قید ہوسکا ہے!، یا بوے گل کو ہوا کے پروں پر تیرنے سے کب کوئی روک پایا ہے!!۔

مولف موصوف نے اپنا تخلص بے دلؔ رکھا تھا؛ شاید اس لیے کہ اُن کا دل 'بسمل مدحتِ پیغمبر' تھا، اور آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت وشریعت کے فروغ اور مسلک ومذہب کی ترویج واشاعت کے لیے وقف۔ اُن کی ہشت پہلو شخصیت اپنی تصنیفات کی روشنی میں اَب نکھر سنور کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہورہی ہے۔ اپنوں کے دل ٹھنڈے ہورہے ہیں، اور غیروں کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے ہیں۔

دشمن اپنی شاطرانہ چالوں کے باعث سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جس مصنف کو ہم نے اس کی کتابوں کے کفن میں لپیٹ کر دفن کردیا تھا، وہ پھر کبھی اُبھر سکے گا، اور اس کی کاوشیں پھر کبھی منظر عام پر آسکیں گی؛ لیکن خداوند عالم اپنے دین کی حفاظت اور اپنے محبوب کی سنت کی صیانت کے لیے ہمیشہ ایسے اسباب بہم پہنچاتا رہا ہے، اور اس راہ کے جملہ اندھیروں کو ہمیشہ کافور فرماتا رہا ہے۔

بلاشبہ وہ جماعت اہل سنت کے بے باک ترجمان اور ناموسِ رسالت کے عظیم محافظ تھے۔ سنت وسنیت کے دفاع وبچاؤ کے لیے جس دور میں بریلی وبدایوں کی سرزمین سے علمی وفکری کمک فراہم کی جارہی تھی، ٹھیک اسی دور میں سہارن پور سے بھی ایک مردِ مجاہد بڑی خاموشی سے اپنا علمی وتحقیقی تعاون پیش کررہا تھا، اور ملت کے زخمی بدن پر مرہم رکھ رہا تھا۔ اس کی باتیں قصرِ باطل میں لرزہ بپا کردینے والی، تاثیر کا تیر بن کر دلوں میں اُتر جانے والی، اور عاشقانِ رسول کے شگوفۂ دل کو چٹکا دینے والی تھیں۔

سوانحی خاکہ موصوف اپنے وطن رام پور منیہاران، ضلع سہارن پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسبی رشتہ شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری کے واسطے سے مشہور صحابیِ رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔(۱)

ابتدائی تعلیم وتربیت کا شرف پایۂ حرمین حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی (م ۱۳۰۸ھ) سے حاصل کیا۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے ۱۲۷۰ھ سے قبل قصبہ کیرانہ میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا جس سے سیکڑوں تشنگانِ علوم نے پیاس بجھائی۔ اسی مدرسے میں مولانا رام پوری نے مولانا کیرانوی سے تعلیم حاصل کی۔ پھر ہجرتِ مکہ فرما جانے کے بعد آپ نے وہاں معروف دینی ادارہ 'مدرسہ صولتیہ' قائم فرمایا۔

پھر ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء میں موصوف نے میدانِ تعلیم کے مزید زینے طے کرنے کے لیے مرکزِ علم وادب دہلی کا رخ کیا، اور علماے دہلی خصوصاً صدر الصدور حضرت مولانا مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی سے عربی علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں۔

انھیں ایام میں شعرگوئی کے شوق نے چٹکی لی تو اُردو کے مشہور شاعر مرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی شاگردی اختیار

---

(۱) تذکرۂ علماے اہلِ سنت، مولانا محمود احمد قادری، ص ۲۶۷، طبع سنی دارالاشاعت، فیصل آباد، پاکستان، ۱۹۹۲ء۔

کی۔

'بیدل' تخلص تھا۔ ابتدا میں طبیعت غزل کی طرف زیادہ مائل رہی۔ بعد میں اس رنگ شاعری کو چھوڑ کر اپنی تمام تر توجہ مذہبی علوم و مسائل پر مرکوز و محدود کر دی (۱)۔

حمد باری، نور ایمان، اور سلسبیل جیسے منظوم رسالے آپ کی شاعرانہ مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان کے علاوہ ایک نعتیہ دیوان بھی ہے۔ (۲)

مولانا رام پوری سلسلۂ چشتیہ صابریہ میں اپنے وقت کے مشہور مرشد طریقت شیخ المشائخ حضرت مولانا الحاج امداد اللہ فاروقی چشتی تھانوی مہاجر مکی علیہ الرحمہ (م ۱۳۱۷ھ) سے بیعت تھے۔ آپ کو حضرت حاجی صاحب موصوف سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی، آپ نہایت محتاط، تقویٰ شعار، پرہیز گار اور کامل الاحوال بزرگ تھے۔

مشہور مخیر رئیس حافظ عبدالکریم، رئیس لال کرتی میرٹھ نے اپنے لڑکوں کی تعلیم و تربیت کے لیے آپ کو بارہ روپے اور روٹی پر مدرس رکھ لیا۔ مدرس ہونے کے بعد دونوں وقت انواع واقسام کے کھانے پہنچنے لگے؛ مگر آپ کا معمول یہ رہا کہ ان میں سے کچھ بھی تناول نہ فرماتے، صرف روٹی کھا کر پانی پی لیتے۔ حافظ عبدالکریم صاحب کو خبر ہوئی۔ بلا کر تحقیق حال کرنی چاہی اور پوچھا کہ کیا کھانا پسند نہیں آتا کہ آپ ایسا کرتے ہیں؟ آپ نے بڑی سادگی سے دوٹوک جواب دیا: کھانے میں کوئی کمی نہیں، بات دراصل یہ ہے کہ معاملہ طے کرنے کے وقت صرف 'روٹی' طے ہوئی

(۱) مفتی صدر الدین آزردہ۔ از عبدالرحمن پرواز اصلاحی۔ ص ۱۲۹۔ مکتبہ جامعہ نئی دہلی طبع اول۔ جولائی ۱۹۷۷ء۔

(۲) (الف) صدور سابق (ب) تذکرہ علمائے اہل سنت از مولانا محمود احمد قادری۔ ص ۱۲۸۔ (ج) "ایک مجاہد معمار" بحوالہ بائبل سے قرآن تک" ص ۱۶۷۔

تھی: اس لیے باقی چیزوں کے کھانے کا مجھے حق نہ تھا۔(۱)

آپ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے ان خلفا میں تھے جنھیں حاجی صاحب نے از خود خلافت دی تھی۔ آپ نے پوری طرح مذہب اہل سنت کے عقائد و افکار اور مشربِ صوفیہ کے وظائف و معمولات میں اپنے شیخ و مرشد کی پے روی کی۔ اور مشائخ کے روحانی فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوئے۔

امداد المشتاق میں خود حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے اپنے خلفا کے بارے میں فرمایا:

"میرے خلفا دو قسم کے ہیں: ایک وہ جنھیں میں نے از خود خلافت دی ہے۔ دوسرے وہ جن کو تبلیغ دین کے لیے ان کی درخواست پر اجازت دی ہے۔"

جن خلفا کو از خود خلافت دی ہے انھوں نے پوری طرح حاجی صاحب کی اتباع کی۔ مثلاً مولانا لطف اللہ علی گڑھی (متوفی ۱۳۳۴ھ)، مولانا احمد حسن کان پوری (متوفی ۱۳۲۲ھ)، مولانا محمد حسین الٰہ آبادی (متوفی ۱۳۲۲ھ) اور مولانا محمد عبد السمیع رام پوری (متوفی ۱۳۱۸ھ)۔

اور جن خلفا نے حاجی صاحب سے اختلاف کیا ان میں مولوی محمد قاسم نانوتوی (م ۱۲۹۷ھ)، مولوی رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۳ھ) اور مولوی اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ) کے نام سر فہرست ہیں۔(۲)

اردو کے مشہور ادیب اور قلم کار مالک رام نے تلامذۂ غالب میں لکھا کہ مولانا رام پوری کی فارسی اور عربی کی استعداد بہت اچھی تھی۔(۳)

(۱) تذکرہ علماے اہل سنت، ص ۱۶۷۔

(۲) مفتی صدر الدین آزردہ از عبد الرحمان پرواز، ص ۱۳۹۔

(۳) صابری سلسلہ از وحید احمد مسعود ایبل، ۱۹۷۱ء۔

خود آپ کی کتاب انوار ساطعہ کا انصاف و دیانت کے ساتھ مطالعہ کرنے والا اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مذہبی علوم و فنون اور علوم عقلیہ میں آپ کا پایہ بہت بلند اور آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا، جیسا کہ ان کے بزرگوں اور معاصر علمائے کرام نے انوار ساطعہ پر اپنی تقریظات میں کھلے دل سے ان کے علمی تبحر و کمال کا اعتراف کیا ہے۔ انوار ساطعہ میں مولانا نے اس عالمانہ اسلوب میں بحث کی ہے کہ طبیعت پھڑک اٹھتی ہے، اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کے لیے دعا نکلتی ہے۔

مولانا رام پوری علیہ الرحمہ نے اسی، نوے کے درمیان عمر پائی اور میرٹھ میں ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء میں انتقال ہوا اور وہیں قبرستان حضرت شاہ ولایت قدس سرہ میں مدفون ہوئے۔ مولانا حکیم محمد میاں آپ کے فرزند تھے ۱۹۴۰ء میں ان کی رحلت ہوگئی۔ حکیم صاحب کی اولاد میں صرف دولڑکیاں تھیں، اولاد نرینہ کوئی نہ تھی۔

مولانا عبدالسمیع رام پوری علیہ الرحمہ نے درج ذیل کتابیں یادگار چھوڑی ہیں:

(۱: انوار ساطعہ دربیان مولود وفاتحہ (مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور شائع کر رہا ہے۔)

(۲: نور ایمان (منظوم)

(۳: سلسبیل (منظوم)

(۴: راحت القلوب فی مولد المحبوب

(۵: بہار جنت

(۶: مظہر حق

(۷: حمد باری

(۸: دافع الاوہام فی محفل خیر الانام

(۹: قول النبی فی تحقیق السلام علیک ایہا النبی۔ (۱)

(۱) تذکرہ علمائے اہل سنت، ص ۱۲۸۔

ہندوستان اور منکرین میلاد

محفل میلاد النبی کی اصل یہ ہے کہ سرور کائنات، فخر موجودات، سید الانبیا کی ولادت طیبہ اور سیرت طیبہ کو بیان کیا جائے۔ اور حضور ﷺ کی سیرت وکردار، شمائل و خصائل کا ذکر کرنا قرآن پاک، احادیث صحیحہ و آثار صحابہ سے ثابت ہے اور اسی بنا پر سلف صالحین، علمائے دین، مشائخ طریقت اور اساطین امت محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتے رہے اور اس میں برابر شرکت کرتے رہے، حد یہ ہے کہ امام ابو شامہ استاذ امام نووی، امام ابن جزری، حافظ عماد الدین بن کثیر، حافظ زین الدین عراقی، امام ابن حجر عسقلانی، حافظ جلال الدین سیوطی، علامہ شہاب الدین قسطلانی، علامی عبد الباقی زرقانی مالکی، علامہ ملا علی قاری حنفی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہ بے شمار اساطین امت بلا نکیر محفل میں شریک ہوتے رہے، بلکہ بہت سے علمائے کرام نے محفل میلاد کے لیے مستقل کتابیں لکھیں۔ مولانا عبد السمیع رامپوری نے انوار ساطعہ میں ان علما محدثین اور مشائخ طریقت کی ایک لمبی فہرست پیش کی ہے۔

یہی حالات تھے کہ مغلیہ حکومت کے زوال کے تقریباً بیس سال بعد سہارن پور اور اس کے اطراف کے چند اسلاف بیزار مولویوں نے اس عمل خیر اور مجلس خیر کے خلاف آواز اٹھائی اور دہلی کے غیر مقلد وہابی علما سے یہ سوال کیا:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مولود خوانی ومدحت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ہیئت سے کہ جس مجلس میں امردان خوش الحان گانے والے ہوں، اور زیب وزینت وشیرینی وروشنی ہائے کثیرہ ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب

وحاضر ہوں، جائز ہے یا نہیں؟ اور قیام وقت ذکر ولادت جائز ہے یا نہیں ؟ اور حاضر ہونا منتقیان کا ایسی مجلس میں جائز ہے یا نہیں ؟ اور نیز بروز حیدین پنج شنبہ وغیرہ کے آب وطعام سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ وغیرہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنا اور اس کا ثواب اموات کو پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟ اور نیز بروز سوم میت کے لوگوں کو جمع کر کے قرآن خوانی اور بھونے ہوئے چنوں پر کلمۂ طیبہ مع پنج آیت پڑھنا اور شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا بحدیث نبوی جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

اس سوال نامہ کا جواب ان کی طرف سے یہ دیا گیا :

انعقاد محفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدائش آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرونِ ثلاثہ سے ثابت نہیں ہوا۔ پس یہ بدعت ہے۔ اور علی ہذا القیاس بروز عیدین وغیرہ عید یو پنج شنبہ وغیرہ میں فاتحہ مرسومہ ہاتھ اٹھا کر پایا نہیں گیا البتہ نیابۃً عن المیت بغیر تخصیص ان امور مرقومۂ سوال کے للہ مساکین فقرا کو دے کر ثواب پہنچانا اور دعا اور استغفار کرنے میں امید منفعت ہے۔ اور ایسا ہی حال سوئم، دہم، چہلم وغیرہ، اور پنج آیت اور چنوں اور شیرینی وغیرہ کا عدم ثبوت حدیث اور کتب دینیہ سے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بدعات محترمات ناپسند شرعیہ ہیں"۔ اس فتوٰی پر دہلی کے تین غیر مقلد علما کے دستخط تھے۔ (۱) مولوی حفیظ اللہ (۲) مولوی شریف حسین (۳) الٰہی بخش۔ اور اُن کے علاوہ درج ذیل علمائے دیو بند و گنگوہ وسہارن پور کے تائیدی دستخط بھی تھے۔ (۱) مولوی محمد یعقوب، صدر مدرس مدرسہ دیو بند (۲) مولوی محمود حسن، مدرس مدرسہ دیو بند (۳) مولوی محمد عبد الخالق دیو بندی (۴) مولوی رشید احمد گنگوہی۔

گنگوہی صاحب کے الفاظ یہ ہیں :

ایسی مجلس ناجائز ہے اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے، اور خطاب جناب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا اگر حاضر ناظر جان کر کرے کفر ہے، ایسی مجلس میں جانا اور شریک ہونا ناجائز ہے، اور فاتحہ بھی خلاف سنت ہے اور سوم بھی، کہ یہ سنت ہنود کی رسوم ہے — التزام مجلس میلاد بلا قیام وروشنی وتقسیم شیرینی وقیودات لایعنی کے، خلالت سے خالی نہیں ہے۔علی ہذا القیاس سوم وفاتحہ بر طعام کہ قرون ثلاثہ میں نہیں پائی گئی۔

اس زمانے میں یہ محفل میلاد وفاتحہ وعرس کے خلاف پہلا فتویٰ تھا جو چار ورقی تھا اور ۱۳۰۲ھ میں مطبع ہاشمی میرٹھ سے شائع ہوا، اس کی سرخی تھی: فتوی مولود و عـــرس وغیــرہ۔ پھر دوسرا فتویٰ مطبع ہاشمی میرٹھ ہی سے چھپا جس کا عنوان تھا: فتویٰ میلاد شریف یعنی مولود مع دیگر فتاوی۔ یہ چوبیں صفحے کا تھا اس میں محفل میلاد شریف کی بڑی مذمت کی گئی تھی، اور پہلا چار ورقی فتویٰ بھی اس میں شامل کردیا گیا تھا۔ ان فتووں نے مسلمانوں میں اختلاف وانتشار کا بیج بویا اور عوام اہل سنت کو طرح طرح کے شکوک وشبہات میں مبتلا کیا، اس علاقے کے لوگ زیادہ تر شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ صاحب فاروقی چشتی تھانوی سے بیعت وارادت کا تعلق رکھتے تھے، جو کچھ عرصہ پہلے ہندوستان کے حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء میں مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے تھے، اور حاجی صاحب کے مرید باصفا اور خلیفۂ صادق عالم ربانی حضرت مولانا محمد عبدالسمیع بے دل رام پوری سہارنپوری (متوفی ۱۳۱۸ھ) اہل سنت وجماعت کے مرجع ومقتدا تھے اور صبر وقناعت اور زہد وورع میں اپنے پیر ومرشد کے آئینہ دار تھے، اس لیے حاجی صاحب کے مریدین اور دیگر اہل سنت نے آپ سے بصد اصرار فرمائش کی کہ آپ ان کا جواب لکھیں اور قرآن وحدیث کی روشنی میں میلاد وفاتحہ وعرس کا صحیح شرعی حکم واضح فرمائیں۔ اس لیے مولانا

رام پوری نے قلم اٹھایا اور چند دنوں میں انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ کے نام سے ایک شاندار و قیع اور افراط و تفریط سے پاک کتاب تیار کر دی اور اس میں قرآن و حدیث اور اصول شریعت کی روشنی میں میلاد و فاتحہ کا جواز ثابت کیا اور تائید میں سلف صالحین، فقہا و محدثین اور مشائخ طریقت کے اقوال و معمولات کو بھی پیش کیا۔

انوار ساطعہ کی طباعت سے اہل سنت و جماعت میں مسرت و شادمانی کی ایک لہر دوڑ گئی، اور اسے اس قدر قبول عام حاصل ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں اس کے سارے نسخے ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ جب یہ کتاب دیوبند، گنگوہ اور سہارن پور کے وہابی علما تک پہنچی تو انہیں اپنے پیروں تلے سے زمین کھسکتی نظر آئی۔ آخر کار "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مطابق وہابی دیوبندی علما کے سرگروہ مولوی رشید احمد گنگوہی (متوفی ۱۳۲۳ھ) نے اس کے جواب میں ایک کتاب لکھ کر اپنے مرید خاص مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سہارن پوری (متوفی ۱۳۴۶ھ) کے نام سے شائع کرائی، جس کا لمبا چوڑا چار سطری نام اپنے خاص ذوق کے مطابق یہ رکھا: البراهين القاطعة على ظلام الأنوار الساطعة، الملقّب بالدلائل الواضحة على كراهة المروّج من المولود و الفاتحة اور نیچے یہ عبارت لکھوائی: "بہ امر حضرت بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، رأس الفقہاء والمحدثین، تاج العلماء الکاملین جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی"۔(۱)

---

(۱) براہین قاطعہ گنگوہی صاحب ہی کی تصنیف ہے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ حکیم عبدالحی رائے بریلوی نے اسے گنگوہی صاحب کی تصانیف میں شمار کرایا ہے، جب کہ خلیل احمد انبیٹھوی کی تصانیف میں اسے ذکر نہیں کیا۔ عبارت یہ ہے: له مصنفات مختصرة قليلة منها ـــــ البراهين القاطعة في الرد على الأنوار الساطعة للمولوي عبد السميع الرامفوري. طبع باسم الشيخ خليل أحمد السهارنفوري. (نزهة الخواطر، ج ۸، ص ۱۶۲، مطبوعہ ندوۃ العلما لکھنؤ)

اس کتاب میں گنگوہی صاحب اس قدر آپے سے باہر ہو گئے کہ نہ صرف میلاد و فاتحہ وعرس کو بدعت وناجائز لکھا، اور اسے کنھیا کے جنم، ہندووں کے سوانگ سے تشبیہ دی اور میلاد کرنے والے مسلمانوں کو کفار و ہنود سے بھی بدتر قرار دیا۔ (براہین قاطعہ ص: ......) بلکہ بدحواسی میں یہ بھی لکھ مارا کہ: (۱) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (دیکھئے براہین قاطعہ، ص:۱۰) (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام انسانوں کی طرح ایک بشر ہیں۔ (ایضاً، ص:۱۲) (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان اور ملک الموت سے کہیں کم ہے، شیطان اور ملک الموت کے علم کا وسیع ہونا نصوص قطعیہ اور دلائل یقینیہ سے ثابت ہے جب کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کا ثبوت کسی نص قطعی اور دلیل یقینی سے نہیں۔ اس لیے آپ کے لیے وسیع علم ماننا شرک ہے۔ (ایضاً، ص:۱۲۲) (۴) سرکار کو اپنے خاتمہ کا حال معلوم نہیں۔ اور انہیں دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (ایضاً، ص:۱۲۱) (۵) فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اردو علمائے مدرسہ دیو بند سے سیکھی۔ (ایضاً، ص:۲۳)

اس کے علاوہ اپنے پیر بھائی مولانا محمد عبدالسمیع رام پوری کے خلاف اپنی افتادِ طبع کے مطابق فحش مغلظات بکنے سے بھی گریز نہیں کیا، اور لکھا کہ وہ کم فہم، جاہل، بےشرم، بےغیرت، بےسمجھ، کم عقل، دین سے بےبہرہ، ہوش وحواس سے قاصر، جھگڑ الو، قوت شہوانیہ سے محروم، کودمغز اور تیلی کے بیل وغیرہ وغیرہ ہیں۔ گنگوہی صاحب نے خود کو لسانی محاسبہ اور ضابطۂ اخلاق سے بالاتر سمجھتے ہوئے جس جاگیردارانہ ذہنیت کا اظہار کیا ہے ان تمام ملفوظات شریفہ کو باضابطہ یک جا کر دیا جائے تو ایک رسالہ تیار ہو جائے، جو مغلظات نویسی اور سب وشتم میں گنگوہی صاحب کے پیشہ ورانہ کمال اور فنی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہوگا۔ مگر گنگوہی صاحب جیسے لوگوں سے اس کا کیا شکوہ؟ کیوں کہ جب اللہ ورسول کی شان بھی ان کے سمندِ قلم کی منہ زوری سے محفوظ نہیں تو کسی

اور کی کیا حیثیت ہے؟۔

ادھر مولانا رام پوری علیہ الرحمہ کی کتاب انوار ساطعہ جب ان کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی خدمت میں مکہ مکرمہ پہنچی تو انھوں نے اسے ملاحظہ کرنے کے بعد مورخہ ۲۲ر شوال ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۶ء کو مولانا رام پوری کو ایک خط لکھ کر کچھ اس طرح اظہار خیال فرمایا :

در حقیقت کتاب کا اصل مضمون اس فقیر اور بزرگان فقیر کے مذہب و مشرب کے مطابق ہے، آپ نے خوب لکھا۔ جزاک اللّٰہ خیرًا (۱)

یہ خیال رہے کہ صاحب انوار ساطعہ مولانا عبد السمیع رام پوری اور صاحب براہین قاطعہ مولوی رشید احمد گنگوہی دونوں حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے خلیفہ ہیں، حاجی صاحب نے دونوں کو خوب خوب سمجھایا اور ان کے درمیان صلح و مصالحت کی بہت کوشش فرمائی۔ صاحب انوار ساطعہ نے تو اپنے پیر و مرشد کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا، مگر گنگوہی صاحب اپنی ضد پر اڑے رہے، اور اپنے پیر و مرشد کی ایک نہ مانی۔ جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ براہین قاطعہ آج تک اسی انداز سے چھپ رہی ہے جیسی ابتدا میں لکھی گئی تھی۔

اپنے خلفا کے درمیان مسلکی اختلاف کی اطلاع پا کر ان کے تصفیہ کے لیے حاجی صاحب نے فیصلہ ہفت مسئلہ کے نام سے ایک مختصر سی کتاب لکھی جو (۱) مولود شریف (۲) فاتحہ (۳) عرس و سماع (۴) ندائے غیر اللہ (۵) جماعت ثانیہ (۶) امکان نظیر (۷) امکان کذب کے مسائل میں اثبات مسلک اہل سنت پر مشتمل ہے۔ اس فیصلۂ ہفت مسئلہ کے ساتھ یہ سلوک ہوا کہ اسے نذر آتش کر دیا گیا۔

اب نذر آتش کرنے کا حادثہ خواجہ حسن ثانی نظامی (درگاہ حضرت نظام الدین اولیا

(۱) پورا خط انوار ساطعہ ص ۷، ۸ پر فارسی زبان میں مطبوع ہو چکا ہے۔

دہلی) کی زبانی سنیے :

نذر آتش کرنے کی یہ خدمت و الدی حضرت خواجہ حسن نظامی کے سپرد ہوئی جو اس وقت گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے یہاں زیر تعلیم تھے۔ لیکن خواجہ صاحب نے جلانے سے پہلے اس کو پڑھا اور جب ان کو وہ کتاب اچھی معلوم ہوئی تو انھوں نے استاد کے حکم کی تعمیل میں آدھی کتابیں تو جلادیں اور آدھی بچا کر رکھ لیں۔

بہر حال اس تاریخی پس منظر کو بیان کرنے کا مقصد اس تاریخی حقیقت کی طرف توجہ دلانا مقصود تھا کہ سنیت اور دیوبندیت کا اختلاف دراصل حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے خلفا کے مابین پیدا ہوا اور ان ہی کے درمیان پلا، بڑھا اور پروان چڑھا، اور اس میں دیگر علما و مشائخ کی شرکت بہت بعد میں ہوئی۔ اور جن مسائل میں اختلاف ہوا، ان میں محفل میلا د سر فہرست ہے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ سنیت اور دیوبندیت کے درمیان اختلاف کا آغاز مولانا احمد رضا بریلوی نے کیا، تاریخ سے ناواقفیت اور جہالت پر مبنی ہے۔

منکرین میلاد نے تب سے اب تک محفل میلاد سے روکنے کی سرتوڑ کوششیں کیں مگر عاشقانِ مصطفیٰ ہر دور میں اپنے محبوب آقا ﷺ کی محبت کے گن گاتے رہے اور ان کے نام کا ڈنکا بجاتے رہے اور ان شاء اللہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

☆☆☆☆☆

اس مضمون کا بیشتر حصہ علامہ محمد فیروز قادری چڑیا کوٹی کے مضمون "الوادسلطعہ کے پس منظر" سے ماخوذ ہے۔

کچھ کتاب ہذا کے بارے میں

دافع الاوہام فی محفل خیر الانام ﷺ بصورت مثنوی مجوزین میلاد کے لیے ایک بہترین تحفہ ہے اور مانعین کے لئے دعوت فکر۔ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے نظم اور نثر میں ٹھوس دلائل فراہم کیے جنہیں پڑھ کر ان شاء اللہ عاشقان مصطفیٰ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور قلوب و اذہان راحت وجلا پائیں گے۔

میں محب گرامی جناب محمد میثم عباس رضوی صاحب سلمہ اللہ کا نہایت مشکور ہوں جنہوں نے یہ کتاب مجھے عنایت فرمائی۔ دوران مطالعہ اُسلوب کتاب نے متاثر کیا اور ذہن بنا کہ اس کی جدید ترتیب و تخریج کے ساتھ اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ الحمد للہ شب و روز یکسوئی کے ساتھ جدید ترتیب و تخریج و حواشی کا کام مکمل کیا۔ اکثر عربی عبارات و آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کا ترجمہ تو فاضل مصنف نے خود ہی کر دیا تھا، جو رہ گئیں ان کا ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ مصنف کے حواشی کے علاوہ جہاں ضرورت محسوس ہوئی، راقم نے بھی حاشیہ تحریر کیا ہے اور اس کی نشاندہی آخر میں لفظ" قادری" سے کر دی ہے۔ قدیم رسم الخط کو جدید میں بدل دیا ہے اور عبارت کو بامحاورہ بنا دیا ہے۔ قدیم نسخہ میں پائی جانے والی کتابت کی اغلاط کی اصلاح کر دی ہے، بیشتر جگہ عربی و فارسی عبارات کو اصل کتاب سے چیک کر کے نامکمل عبارات کی تکمیل کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔

میں علامہ افروز قادری مدظلہ العالی (ساؤتھ افریقہ)، مفتی محمد کاشف رضوی (بنگلور، انڈیا) اور مفتی محمد عاصم صدیقی (نوری وی، کراچی) اور خاص طور پر جناب میثم عباس رضوی صاحب سلمہ الباری کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کو حلیۂ جدیدہ سے آراستہ کرنے میں تعاون کیا۔ اللہ عزوجل انہیں اس تعاون کی بہترین جزا عطا فرمائے اور اس کتاب کو ہم سب کے لئے وسیلۂ بخشش بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

طالب دعا : محمد ثاقب رضا قادری ضیائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کر کے مالک کا شکر پڑھ کے درود • کرتا ہوں ذکر محفل مولود
مومنو یاں ادب سے آؤ تم • عطر خلعت بسا کے لاؤ تم
ذکر خیر الوریٰ کی محفل ہے • مولد مصطفیٰ کی محفل ہے
محفل اس شاہ ذی حشم کی ہے • محفل اس شافع امم کی ہے
پھیلا آفاق میں ہے جس کا نور • اسی نور خدا کا ہے مذکور
ہو گی جن سے نجات عالم کی • ہے خوشی ان کے خیر مقدم کی
جن کو سب انبیا نے مانا ہے • ان کے مولد کا شادیانہ ہے
جہاں یہ ذکر خیر پاتے ہیں • لے کے رحمت فرشتے آتے ہیں
پڑھتے کثرت سے ہیں درود اس میں • کیوں نہ رحمت کا ہو ورود اس میں
عشق ہے جن کو ذکر حضرت سے • دوڑے آتے ہیں یاں محبت سے
آؤ آداب سے مسلمانو! • شان اپنے نبی کی پہچانو
وصف حضرت کا جان سے دل سے • سنو آ کر زبان بیدلؔ سے

اِثباتِ ذکرِ ولادت شریف از قرآن و حدیث

بیان مصطفےٰ سے ثابت ہے • خاص خیر الوریٰ سے ثابت ہے
آپ نے ذکر اپنے مولد کا • خود صحابہ میں شرح فرمایا

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم انّی عِندَ اللّٰهِ مَکْتُوبٌ "خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ وَ اِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ" فِی طِیْنَتِه وَ سَاُخْبِرُکُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِیْمَ وَ بِشَارَةُ عِیْسٰی وَ رُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ حِیْنَ

وَضَعَتْنِيْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ [1]

قسطلانی نے یوں کیا ترقیم ● کہ یہ فرماتے ہیں رسول کریم
تھی نہ جب روح تن میں آدم کے ● مجھ کو ختم الرسل لکھا تب سے
اے صحابہ تمہیں خبر دوں میں ● حال اول کا کھولتا ہوں میں
میں وہی ہوں دعاے ابراہیم ● جس کی قرآن [2] میں ہے خبر ترقیم
وہی عیسیٰ [3] کی میں بشارت ہوں ● وہی احمد میں ذی شرافت ہوں
جب ہوا میں باذن حق پیدا ● عجب ایک جلوہ نور کا پھیلا
روشنی ہو گئی تمام اس سے ● ہوئے روشن قصور شام اس سے
دیکھو ذکر ولادت مقبول ● خاص خیر الوری سے ہے منقول
اس کے راوی ہیں یہ اولی الابصار ● ابن حبان و حاکم و بزار
اور داناے علم ربانی ● احمد و بیہقی و طبرانی
ایسے ایسے محدثین فحول ● کرتے ہیں اس حدیث کو منقول
اب ذرا پڑھ کے تم کلام اللہ ● دیکھو اپنے نبی کا شوکت و جاہ
آپ فرماتا ہے خداے کریم ● خاص قرآن میں یہ ذکر عظیم

---

[1] مسند احمد، حدیث ۱۶۵۲۵، مستدرک للحاکم ۴۱۷۰، معجم الکبیر للطبرانی ۱۵۰۴۲، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۱، ص ۸۰، شعب الایمان ۱۳۸۵، صحیح ابن حبان ۶۴۰۴

[2] یعنی پارہ الم کے رکوع 5 میں: اے رب ہمارے بھیج ان میں رسول ان ہی میں کا، پڑھے ان پر آیتیں تیری اور سکھادے ان کو کتاب اور حکمت۔ [ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم ایتک ویعلمهم الکتب والحکمة] پارہ ۱، البقرۃ ۱۲۹

[3] پارہ 28 سورہ صف میں ہے کہ عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف، تصدیق کرتا ہوں توریت کی اور خوشخبری سناتا ہوں میں ایک رسول کی کہ آئے گا وہ میرے بعد، نام ان کا احمد ہے۔ [قال عیسی ابن مریم یبنی اسرآءیل انی رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدی من التورة و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد] پارہ 28، الصف 6

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ [۱]

یعنی احمد ہوا جو پیدا ہے • گویا اک نور تم پہ آیا ہے
دوسری جا وہ خدائے غفور • کرتا اس ڈھنگ سے ہے یہ مذکور

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ [۲]

تم میں آیا ہے یہ رسول کریم • مومنوں کے لیے رؤف و رحیم
الغرض ایسی ہیں بہت امثال • آیا قرآن میں جا بجا یہ حال
ہم جو کرتے ہیں محفل میلاد • اس سے ہے بس یہی ہماری مراد
یعنی دنیا میں آپ یوں آئے • آپ تشریف اس طرح لائے
آپ کے ساتھ آیا ایسا نور • ہو گیا نور سے جہاں معمور
دیکھو انصاف کر کے ایمان سے • ہے یہ ثابت حدیث و قرآن سے
جس کا ماخذ کتاب و سنت ہو • کہو کیوں کر وہ ذکر بدعت ہو

---

[۱] یہ آیت رکوع ۳ سورہ مائدہ میں ہے یعنی تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور۔ اس آیت میں کبار مفسرین نے "نور" سے ذات مصطفیٰ ﷺ مراد لی ہے۔ چنانچہ کچھ اقوال ذیل خدمت ہیں تفسیر جلالین میں ہے۔ هو نور النبی ﷺ یعنی نور سے مراد نور محمد ﷺ ہے۔ [تفسیر جلالین ص ۹۷ مطبوعہ اصح المطابع، دہلی] تفسیر صاوی میں ہے قوله نور هو النبی ای کی لانه ینور البصائر ویهدیها الرشاد ولانه اصل کل نور حسی ومعنوی۔ یعنی اللہ عزوجل نے اس آیت میں حضور ﷺ کو نور اس لیے فرمایا کہ حضور بصائر کو نورانی کرتے ہیں اور کامیابی کی طرف ہدایت دیتے ہیں اور حضور ﷺ ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔ [تفسیر صاوی حاشیہ جلالین ج ۲ ص ۲۵۸ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر] تفسیر بیضاوی میں ہے وقیل یرید بالنور محمد۔ یعنی مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں نور سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ [تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۳۰۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت]۔ قادری۔

[۲] تحقیق آیا تمہارے پاس رسول تمہیں میں کا۔ یہ آیت سورہ توبہ کے آخر میں ہے۔ ۱۲ [پارہ ۱۱، التوبہ ۱۲۸]

مسئلہ : اگر کوئی یہ کہے کہ ان دلائل سے اس ذکر کی اصلیت بلاشک ثابت ہوئی اور نیز اس دلیل سے کہ حضرت کا پیدا ہونا البتہ بڑی نعمت ہے اور نعمت کا شکر کرنا اور ذکر کرنا قرآن سے ثابت ہے: وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ [۱] اور دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ [۲] لیکن ہم نہیں جانتے کہ تزئین لائی محفل میلاد کی کہاں سے نکالی ہیں؟؟؟

ہم جواب دیتے ہیں کہ ان سب چیزوں کی اصل قرآن میں ہے، زینت محفل اور تقسیم شیرینی کے منع نہ ہونے پر یہ آیت صریح دلیل ہے :

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ [۳]

اس آیت کریمہ کے عموم الفاظ سے ثابت ہوا کہ تجمل اور زیبائش کرنا اور طیبات رزق یعنی عمدہ کھانے کی چیز خود کھانا دوسرے کو کھلانا کسی وقت میں حرام نہیں؛ لیکن ہر وقت تو کوئی شخص یہ امور نہیں کر سکتا البتہ مواقع فرحت و سرور میں کرتے ہیں اور حضرت ﷺ کے ذکر مقدم شریف سے بہتر کون سا فرحت و سرور کا موقع ہوگا!۔

مولوی اسحٰق صاحب مائۃ مسائل صفحہ ۳۱ میں لکھتے ہیں :

و فی الواقع فرحت مثل فرحت ولادت آنحضرت ﷺ در دیگر ہر نیست ۔

الخ [۴] [مدد مسائل در جزبہ مسائل ص ۳۳ مطبوعہ ابراہیم اکیڈمی کراچی]

بھلا اگر ایسے موقع فرحت و سرور میں تجمل کرلی اور طیبات رزق کے استعمال

---

[۱] ذکر کرو نعمت الٰہی کا جو تمہارے اوپر ہے۔ [پارہ ۴۔ آل عمران ۱۰۳]

[۲] اپنے پروردگار کی نعمت کا بیان کر۔ [پارہ ۳۰۔ ۱۱ ضحیٰ ۱۱]

[۳] کہہ کس نے حرام کی زینت اللہ تعالیٰ کی جو نکالی ہے اپنے بندوں کے واسطے اور پاکیزہ رزق۔ [پارہ ۸۔ الاعراف ۳۲]

[۴] اور حقیقت میں حضور ﷺ کی ولادت شریفہ کی خوشی جیسی خوشی کسی اور کام میں نہیں۔

کرنے کو کوئی شخص حرام کہے، کس قدر جرأت کرتا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کیا وہ حرام کرتا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ [۱]

صاحب درمختار نے مسائل شتی میں اس آیت سے دلیل پکڑی ہے، اور کہا ہے کہ تجمل یعنی زیبائش مستحب ہے اور اللہ تعالیٰ نے زینت کو اپنے کلام قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ سے مباح کیا اور فتاویٰ عالمگیریہ کی جلد خامس باب الزینۃ میں مرقوم ہے :

وَ يَجُوْزُ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَّبْسُطَ فِيْ بَيْتِهٖ مَاشَاءَ مِنَ الثِّيَابِ الْمُتَّخِذَةِ مِنَ الصُّوْفِ وَالْقُطْنِ الْمَصْبُوْغَةِ وَغَيْرِهَا وَالْمَنْقُوْشَةِ وَغَيْرِهَا [۲]

اور امام نووی کے استاد حافظ ابو شامہ نے کہا :

مَا يُفْعَلُ فِي الْيَوْمِ (كل عام) الْموافِق لِيَوْمِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّدَقَاتِ (وَالْمَعْرُوْفِ) وَ اِظْهَارِ الزِّيْنَةِ وَالسُّرُوْرِ فَاِنَّ ذٰلِكَ مَعَ مَا فِيْهِ مِنَ الْاِحْسَانِ (لِلْفُقَرَاءِ) مُشْعِرٌ بِمَحَبَّتِهٖ (النَّبِيِّ) صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ تَعْظِيْمِهٖ فِيْ قَلْبِ فَاعِلِ ذٰلِكَ وَ شُكْرِ اللّٰهِ عَلٰى مَا مَنَّ بِهٖ مِنْ اِيْجَادِ رَسُوْلِ

---

[۱] اس سے زیادہ ظالم کون جو افترا کرے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ (کا) ۔[پارہ ۸، الانعام ۱۴۴] یعنی وہ سب سے زیادہ ظالم ہے جو جھوٹا حکم شرعی بیان کرے۔ حرام اس (کام) کو کہتے ہیں جس کے فاعل (یعنی کرنے والے) کو عذاب ہو جب ان امور کو حرام کہا تو یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو عذاب کرے گا حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب کرنے کی خبر نہیں دی۔ بلکہ یہ فرمایا ہے کس نے حرام کیا زینت اللہ کو۔ پس حرام کہنا اس کا افترا ہے اللہ پر۔ نیز حق تعالیٰ جل مجدہ کا قرآنی کلام لا تحرموا الطیبات ما احل اللہ لکم و لا تعتدوا یعنی مت حرام کرو عمدہ اور پاکیزہ چیزوں کو جن کو حلال کیا ہے اللہ نے تمہارے واسطے اور مت حد سے بڑھو [پارہ ۷، المائدہ ۸۷]

[۲] درست ہے آدمی کو کہ بچھاوے اپنے گھر میں جو چاہے کپڑے پشمینہ کے یا روئی کے رنگین ہوں یا سادہ نقش دار ہوں یا بے نقش ۔ (فتاویٰ عالمگیریہ جلد ۵، ص ۳۴۴)

اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ [۱]

اور نیز جمع کرنا اسباب کا اور کھانا کھلانا یا شیرینی بانٹنا اور محفل سجانا یہ سب فرحت اور سُرور کا سامان ہے اور فرحت ساتھ حصول رحمت الٰہی کے کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے :

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا [۲]

اور آنحضرت ﷺ خود رحمت ہیں اور آپ کا دنیا میں تشریف لانا رحمت ہے :

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ [۳]

اور جبکہ آپ کا تشریف لانا اس عالم میں اور پیدا ہونا رحمت ہوا اور موجب کمال عظمت ٹھہرا تو اس تشریف آوری کو تعظیم جاننا اور جس وقت یہ ذکر آئے تعظیم و آداب کھڑے ہو کر درود و سلام یا مدح و مناقب پڑھنا اس میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہے اور تعظیم آپ کی ثابت الاصل ہے ۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : 'وَتُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْہُ' قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ تَفْسِیْرِ تُعَزِّرُوْہُ اَیْ تُجِلُّوْہُ وَ قَالَ الْمُبَرِّدُ فِیْہِ اَیْ تُبَالِغُوْا فِیْ تَعْظِیْمِہٖ وَ قُرِئَ تُعَزِّزُوْہُ مِنَ الْعِزِّ کَذَا فِی الشِّفَاءِ وَ قَالَ اللّٰہُ

[۱] جو کچھ کیا جاتا ہے تاریخ ولادت ﷺ میں صدقات اور شیرینی اور خوشی یہی یہ کام باوجود یہ کہ اس میں بھلائی ہے ایک اور بھی فائدہ ہے کہ خبر دیتا ہے کہ اس کے دل میں محبت اور تعظیم رسول کی ہے اور یہ کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جو اس نے ہم پر احسان کیا ہے کہ ایسا رسول ہماری ہدایت کو بھیجا۔[اعانۃ الطالبین، جلد ۳، ص ۳۱۴، سبل الہدیٰ والرشاد، جلد ۱، ص ۳۶۵]

قال اللہ تعالیٰ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا۔[بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ پارہ ۴، آل عمران ۱۶۴]

[۲] تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔[پارہ ۱۱، یونس ۵۸]

[۳] اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔[پارہ ۱۷، الانبیاء ۱۰۷]

تعالیٰ: وَمَن يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ [۱]

اور واضح ہو کہ آنحضرت ﷺ معظم شعائر اللہ میں ہیں چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۷ مطبوعہ بریلی میں یہ مضمون تصریحاً مرقوم ہے۔[۲]

اور مغنیہ کی شرح کبیر میں ابراہیم حلبی نے لکھا ہے:

وَنَحْنُ اُمِرْنَا بِتَعْظِيْمِ الْاَنْبِيَاءِ وَ تَوْقِيْرِهِمْ [۳]

اور شفاء عیاض میں ہے:

وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ عِنْدَ ذِكْرِ النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يَّتَوَقَّرَ وَ يَاْخُذَهُ هَيْبَتُهُ وَ اِجْلَالُهُ انتهى.[۴] ملخصا

اور شک نہیں اس میں کہ یہ قیام جو مروج ہے محفل مولد شریف میں اس میں تعظیم اور اجلال ہے رسول اللہ ﷺ کا اور اسی واسطے صاحب تفسیر روح البیان نے سورہ فتح میں لکھا ہے:

وَمِنْ تَعْظِيْمِهٖ ﷺ عَمَلُ الْمَوْلِدِ الخ [۵]

---

[۱] فرمایا اللہ تعالیٰ نے مدد کرو اس کی اور توقیر کرو۔ [پارہ ۲۶، الفتح ۹] ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لفظ "توقروہ" کی تفسیر میں کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اجلال اور بزرگی کرو اس کی اور کہا مبرد نے کہ مبالغہ کرو اس کی تعظیم میں اور بعض قاریوں نے اس طرح بھی پڑھا ہے کہ توقروہ کی واؤ بدل کو واؤ کی جگہ زا پڑھا ہے یعنی تعزروہ۔ یہ عزت سے لفظ ہے یعنی اس کی عزت کرو یہ سب کتاب شفاء (قاضی عیاض) میں ہے۔ (شفاء جلد ۲، ص ۳۵) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو تعظیم دے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو پس تحقیق یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ [پارہ ۱۷، الحج ۳۲] ۱۲ منہ

[۲] حجۃ اللہ البالغہ، باب شعائر اللہ کی تعظیم کے بیان میں صفحہ ۷۱، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

[۳] صفحہ ۳۰۳ میں ہے کہ ہم حکم کئے گئے ہیں پیغمبروں کی تعظیم اور توقیر کے واسطے۔

[۴] ہر مسلمان پر یہ واجب ہے کہ جب نبی ﷺ کا ذکر ہو توقیر کرے اور دل میں ان کی ہیبت اور بزرگی سمائے ۱۲ (الشفاء جلد ۲، ص ۳۰ ملتقطا)

[۵] یعنی حضرت ﷺ کی تعظیم میں یہ بات داخل ہے کہ آدمی مولد شریف کیا کرے۔ (تفسیر روح البیان، جلد ۱۲، ص ۲۱)

اب اگر کوئی یہ کہے کہ واقعی ان سب امور کی اصلیت دین سے ثابت ہے لیکن یہ ہیئت کذائی اور صورت مجموعی حضرت کے وقت نہ تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ جس چیز کی اصلیت ثابت ہو وہ کسی ہیئت مباح کے لاحق ہونے سے ممنوع نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے رسالہ انتباہ کے مقدمہ میں اس کو تحقیق کیا ہے :

> باید دانست کہ یکی از نعم خدا تعالی بر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیمات آنست کہ تا امروز سلسلہا ایشاں تا حضرت پیغمبر ﷺ صحیح و ثابت است واگر چہ اوائل امت را با اواخر امت در بعض امور اختلاف بودہ است پس صوفیہ صافیہ ارتباط ایشاں در زمن اول بصحبت وتعلیم و تادب بآداب وتہذیب نفس بودہ است نہ بخرقہ و بیعت و در زمن سید الطائفہ جنید بغدادی رسم خرقہ ظاہر شد و بعد ازاں رسم بیعت پیدا گشت وارتباط سلسلہ بہمہ ایں امور متحقق است واختلاف صور ارتباط ضرر نمی کند وخرقہ و بیعت را اصلے ہست۔ از سنت سنیہ اما خرقہ پس اصلش الباس آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ را بہ عبدالرحمن بن عوف در وقتیکہ امیر لشکر گردانید۔ واما بیعت پس وجود آں واعتبار بآن از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مستفیض یقینی است کما لا یخفی وعلمائے کرام ارتباط ایشاں در زمن اول باستماع احادیث وحفظ آں در دما قلب بود بعد ازاں تصنیف کتب وقراۃ ومناولہ واجازت وو جادہ آن پیدا شد وارتباط سلسلہ بہمہ نوع ایں امور صحیح است واختلاف صور را اثری نیست الی آخرہ۔[1]

---

[1] جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں اس امت محمدی پر ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ سلسلوں کا ربط آنحضرت ﷺ تک صحیح ثابت ہے اگرچہ بعض امور میں اوائل امت اور اواخر امت

اس کے علاوہ فتاویٰ عالمگیریہ کی جلد خامس باب آداب المسجد والمصحف میں ہے:

لَا بَاسَ بِكِتَابَةِ اَسَامِي السُّوَرِ وَعَدَدِ الْآيِ وَ هُوَ اِنْ كَانَ اِحْدَاثًا فَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ وَ كَمْ مِنْ شَيْءٍ اِحْدَاثًا وَ هُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ۔

[۲]

اور احیاء العلوم کی جلد اول بیان کتابت قرآن میں ہے:

وَلَا يَمْنَعُ ذٰلِكَ مِنْ كَوْنِهِ مُحْدَثًا فَكَمْ مِنْ مُحْدَثٍ حَسَنٍ

[۳] اور

صاحب کبیری نے تحقیق تتمۂ بالنیت میں لکھا ہے:

وَهٰذِهِ بِدْعَةٌ لٰكِنَّ عَلِمَ النَّقْلِ وَكَوْنَهُ بِدْعَةً لَا يُنَافِيْ كَوْنَهُ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷ ـــــ) میں اختلاف ہوا ہے۔ حضرات صوفیہ صافیہ جو اول زمانہ میں ہوئے ہیں تو ان کا ارتباط صحبت اور تعلیم اور نفس کی تہذیب کے آداب سے موجب ہوتے تھے۔ اس وقت خرقہ اور بیعت نہ تھی اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کے زمانہ میں خرقہ کی رسم ظاہر ہوئی اور بعد اس کے بیعت کا دستور جاری ہوا اور ارتباط ان امور کے سلسلہ روشن کا محقق یعنی صحیح و ثابت ہے اور ارتباط یعنی رابطے کی صورتیں مختلف ہیں ان سے کچھ ضرر نہیں۔ اور خرقہ اور بیعت کی اصل ہے بیعت سنت ہے اور خرقہ کی اصل تو لباس عمامہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو عطا فرمایا تھا جب ان کو امیر لشکر کیا تھا اور بیعت کی اصل خود آنحضرت ﷺ سے مستنبط اور متوارث ہے کچھ پوشیدہ نہیں۔ پس زمانہ اول میں علمائے کرام کا ارتباط حدیثیں سننے اور ان کو اپنے دل میں محفوظ کرنا تھا اس کے بعد کتابیں تصنیف ہوئیں اور قرأت متداول اور اجازت اور بعد بیعت جاری ہوئی اور سلسلوں کا ارتباط ان سب امور میں صحیح ہے اور صورتوں کے اختلاف کا اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص ۲۰۳، ادارہ ضیاء السنۃ، ملتان)

[۲] قرآن میں سورتوں کا نام اور آیتوں کا شمار لکھ دینے میں مضائقہ نہیں یہ اگرچہ نئی بات ہے لیکن اچھی ہے اور بہتیری نئی نکالی چیزیں اچھی ہوتی ہیں یعنی ان کو بدعت حسنہ کہتے ہیں ۱۲ [فتاویٰ ہندیہ جلد ۵، ص ۱۲۷]

[۳] اور نئی بات ہونے کے سبب یہ منع نہیں ہے بہتیری نئی باتیں اچھی ہوتی ہیں ۱۲ [احیاء العلوم جلد ۱، ص ۲۸۶]

حَسَنًا لِقَصْدِ اِجْتِمَاعِ الْعَزِيْمَةِ عَلٰى مَا اَشَارَ اِلَيْهِ فِى الْهِدَايَةِ وَ صَرَّحَ بِهِ فِى التَّجْنِيْسِ وَ هٰذَا هُوَ الْمُخْتَارُ ۔[۱]

پس معلوم ہوا کہ ہر امر جدید قبیح و ضلالت نہیں ہوتا ورنہ یہ مدرسوں کی ہیئت کذائی یعنی گرد آوری (چاردیواری) چندہ اور فقہ پڑھانے والوں کو تنخواہ مقرر کرنا اور تعیین کتب صرف و نحو و منطق وغیرہ جو ہرگز یہ امور حدیث قرون ثلاثہ سے بایں صورت مجموعی تعلیم دین کے واسطے ثابت نہیں بالکل ضلالت اور موجب عذاب ہوتے ۔ حاشا وکلا امر حق اور تحقیق صحیح یہ ہے کہ جو امر جدید مخالف دین ہو یعنی اس سے کوئی حکم کتاب وسنت کا ٹوٹتا ہو وہ بدعت ضلالت ہے ورنہ محمود اور حسن ہے ۔

سیرت حلبی وغیرہ میں ہے :

قَالَ الشَّافِعِى قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهٗ مَا اُحْدِثَ وَ خَالَفَ كِتَابًا اَوْ سُنَّةً اَوْ اِجْمَاعًا اَوْ اَثَرًا فَهُوَ الْبِدْعَةُ الضَّلَالَةُ وَ مَا اُحْدِثَ مِنَ الْخَيْرِ وَ لَمْ يُخَالِفْ مِنْ ذٰلِكَ فَهُوَ الْبِدْعَةُ الْمَحْمُوْدَةُ [۲]

اور احیاء العلوم کی جلد دوسری صفحہ ۲۷ مطبوعہ نولکشور میں ہے :

اِنَّمَا الْمَحْذُوْرُ بِدْعَةٌ تُرَاغِمُ سُنَّةً مَامُوْرًا بِهَا [۳]

اور یہی بیان ہے علامہ عینی شارح بخاری اور ابو شکور سالمی اور شارح درمختار اور

---

[۱] اور یعنی نیت نماز کی زبان سے کہنا بدعت ہے لیکن مقبول ہوا اس کا دین میں اور بدعت ہوا اس کا نہیں نقصان کرنا اچھا ہے تو واسطے ارادہ و دل جمعی کے جیسا کہ اشارہ کیا ہے اس طرف ہدایہ میں اور صاف لکھا ہے تجنیس میں اور یہی پسند اور مختار ہے ۱۲

[۲] جو بات نئی نکالی گئی اور وہ کتاب اللہ ، حدیث یا اجماع یا قول صحابہ کے مخالف ہوئی تو وہ بدعت گمراہی ہے اور جو نئی بات خیر نکالی گئی اور کسی کو ان (یعنی قرآن ، حدیث ، اجماع ، اقوال صحابہ) میں سے مخالف نہیں ہوئی تو وہ بدعت محمود پسندیدہ ہے ۱۲

[۳] اسی بدعت کا اندیشہ ہے جو کسی سنت محکم کو پامال کرنے والا ہو ۔ (احیاء العلوم ، جلد ۲ ص ۱۳ مطبوعہ)

صاحب مجمع البحار وغیرہم جمہور امت محمدیہ کا اور اہل اسلام نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ جو امر جدید ایسا ہو کہ اس میں خیر ہوتی ہے وہ بالاتفاق جائز بلکہ مستحسن ہے چنانچہ سیرت حلبی وغیرہ کتب دین میں اس کی تصریح موجود ہے اور شیخ ابن حجر نے لکھا ہے :

وَعَمَلُ الْمَوْلِدِ وَاجْتِمَاعُ النَّاسِ لَهُ كَذٰلِكَ

یعنی یہ محفل کرنی مولد شریف کی اسی قسم کے امور جدیدہ سے ہے کہ جس کے جواز پر اتفاق ہے۔

اور باقی تحقیق بدعت کی درباب قیام نثر میں بطور فائدہ کے مذکور ہوگی۔

یہ بھی جان لینا چاہیے کہ ان امور پر جو لوگ اعتراض کرتے ہیں یا امور ایسے ہیں کہ یا ان کا مسنون ہونا خود ثابت ہے یا ایسے ہیں کہ ان کا شرعاً منع ہونا ثابت نہیں پس وہ بھی جائز اور مباح ہیں بحسب قاعدہ اصول کے جس کو شامی اور ابن ہمام وغیرہ نے بیان کیا ہے :

اَلْمُخْتَارُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ اِنَّ الْاَصْلَ فِى الْاَشْيَاءِ الْاِبَاحَةُ [1]

اس قاعدہ کے علاوہ کچھ کچھ ان امور کا بیان جداگانہ بھی مولف نے اشعار آئندہ میں بیان کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ اس عاجز کا یہ ارادہ تھا کہ بعض باتیں جو اس مثنوی سے متعلق ہیں ان کو حاشیہ میں لکھے لیکن اس میں بعض خرابیاں معلوم ہوئیں، ناگزیر یہ مصلحت ٹھہری کہ جس مقام پر کوئی فائدہ یا نقل عبارت سلف منظور ہو وہ اسی مقام پر اشعار مثنوی کی ذیل میں بعبارت نثر لکھ کر بطور فائدہ عین متن میں درج کیا جائے۔

[1] اکثر حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک مختار قول یہ ہے کہ تمام اشیاء میں اصل اباحت ہے (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الاطعمہ، جلد ۸، ص ۷۰ مطبوعہ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ)

بعض کہتے ہیں مولد شریف مجمع میں پڑھنا منع ہے۔

یہ بیان گر کیا مجالس میں ● کہو کیا عیب آ گیا اس میں
مومنوں کا ہے اجتماع حرام ● یا ہے ذکرِ نبی میں تم کو کلام
خیر ہے [۱] مومنوں کی جمعیت ● ذکرِ حضرت [۲] ہے موجبِ رحمت
پڑھنا مجمع میں جانو سنت تم ● ہے مشیر اس طرف صاحبِ کہا [۳]

بیان تقسیم شیرینی

سب میں تقسیم اگر مٹھائی ہوئی ● تم کہو اس میں کیا برائی ہوئی
کرتے ہیں یوں روایت اہلِ تمیز ● رکھتا [۴] مومن ہے دوست شیریں چیز
وہ نبی جو خدا کے تھے محبوب ● شہد و شیرینی ان کو تھی مرغوب

---

[۱] دیکھو نماز میں ایک آدمی کو ایک نماز کا ثواب ملتا ہے اور جب دو ہو گئے ستائیس درجہ بڑھ جاتے ہیں اور جس قدر زیادہ ہوں اس قدر اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں اور حصن حصین میں صحاح ستہ سے ہے کہ عند اجتماع المسلمین دعا قبول ہوتی ہے ۱۲

[۲] اس واسطے کہ تَنَزُّلُ الرَّحْمَةِ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ (کشف الغمہ [illegible] ۱۷۷، جلد ۱ ص ۶۵) یعنی ذکر صالحین کے وقت رحمت اترتی ہے اور حضرت تو سید الصالحین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ذکر میں تو رحمت کا نزول بدرجہ اولیٰ ہوگا ۱۲

[۳] اس مثنوی کے شروع میں جو حمد ہے جس میں یہ مصرع تا خیر و ختم ہے اس میں ضمیر جمع مخاطب کی موجود ہے معلوم ہوا کہ حضرت نے جمعیت کے سامنے حال ولادت شریف بیان کیا ۱۲

[۴] روح البیان کی دوسری جلد صفحہ ۵۰ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق مومن شیریں ہے وہ شیرینی کو دوست رکھتا ہے ۱۲

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

[۱]۔ رواہ البخاری۔

ایسی محبوب چیز [۲] کا دینا ● ہے ثواب عظیم کا لینا
ہے حدیث صحیح میں آیا ● سید المرسلیں نے فرمایا
مومنو تم عذاب [۳] سے بچ جاؤ ● آدھا خرما بھی گر کسی کو کھلاؤ

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔ [۳]

آدھے خرمے میں جب ہو گھٹا عذاب ● کیوں نہ شیرینی بانٹنا ہو ثواب [۴]

ذکر خوشبو مثل عطر وگلاب ولوبان

اور نیا طرفہ ماجرا دیکھو ● منع کرتے ہیں لوگ خوشبو کو
جس سے روح اور دماغ ہو تازہ ● گل کے دل مثل باغ ہو تازہ
دیتی خوشبو ہے نزہت انفاس ● تیز کرتی ہے عقل و ہوش و حواس
ہے حدیث صحیح میں مذکور ● تھے رسول خدا جلاتے بخور

---

[۱] رسول خدا ﷺ شہد اور مٹھائی کو دوست رکھتے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔۱۲ (بخاری، رقم الحدیث ۵۰۱۱، ۵۱۷۔ مسلم ۲۶۹۵۔ سنن ابی داود ۳۲۷۷۔ سنن الترمذی ۱۸۵۳)

[۲] قرآن شریف میں ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ یعنی تم ہرگز بھلائی اور نیکی نہ پاؤ گے جب تک وہ چیز خرچ نہ کرو گے جس کو تم محبوب رکھتے ہو [پارہ ۴، آل عمران] ۱۲

[۳] آگ سے بچو اگرچہ آدھا چھوہارا دے کر۔ یہ حدیث شاہ ولی اللہ نے اسناد صحیح سے اپنی چہل حدیث میں روایت کی ہے (بخاری رقم الحدیث ۱۳۲۸، ۵۵۶۳، ۶۰۵۸، ۶۰۷۸۔ مسلم ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰۔ سنن النسائی ۲۵۰۵، ۲۵۰۶)

[۴] قدیم نسخہ میں یہاں کاتب کی غلطی سے "ثواب" کی بجائے "عذاب" لکھا ہے۔ قادری

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْأَلُوَّةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَ بِكَافُورٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الْأَلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ" رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رواه مسلم [۱]

دیکھو خوشبو پسند حضرت ہے ● اس کو محبوب رکھنا سنت ہے

ہیں یہ فرماتے مصطفیٰ کہ ہمیں ● آئی خوشبو پسند دنیا میں

فِي الْمُنَبِّهَاتِ حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلَاثٌ: الطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ

. وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرْبَعٌ" مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ : اَلْخِتَانُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ كذا في المشكوٰة. [۲]

جو مجامع ہیں مثل جمعہ و عید ● سب میں خوشبو کی آئی ہے تاکید

وصفِ حضرت کا پڑھتے ہوں جس جائے ● کیوں نہ عطر و گلاب چھڑکا جائے

ذکر جس جائے ہو پیمبر کا ● کیوں نہ ہو عطر مشک و عنبر کا

---

[۱] ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس وقت خوشبو کی دھونی لیتے تو خالص اگر نا لس کے بغیر ملائے اور چیز کی اور کبھی اگر کی دھونی لیتے تھے اور کبھی اگر کے ساتھ کافور بھی ڈالتے اور فرماتے کہ اسی طرح رسول اللہ ﷺ خوشبو کی دھونی لیتے۔ (مسلم ترقیم الحدیث ۲۲۵۴)

[۲] منبہات میں ہے کہ مجھ کو تمہاری دنیا میں تین چیزیں محبوب ہو گئیں۔ ایک خوشبو، دوسری عورتیں کہ نسل کی ترقی کا سبب ہیں، تیسری یہ کہ میری آنکھوں کی روشنی اور ٹھنڈک (تازگی) نماز میں ہے۔
[نسائی ۳۸۷۸، مسند احمد ۱۱۸۴۵،۱۱۸۴۲، سنن الکبریٰ للبیہقی، جلد ۷ ص ۷۸، مصنف عبدالرزاق ۷۹۳۹، مستدرک للحاکم ۲۶۷۶)
اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں پیغمبروں کی سنت ہیں ختنہ کرانا اور خوشبو لگانا، مسواک کرنا، نکاح کرنا (تا کہ اولاد پیدا ہو اور وہ ذکر اللہ کریں اور اسلام کی مدد کریں)۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے۔ (ترمذی ۱۰۸۰، مصنف عبدالرزاق ۱۰۳۹۰)

اگر کوئی شخص اس محفل میں پھول لے آئے، رد نہ کرنا چاہیے

رکھے گر کوئی پھول مجلس میں ● کیوں عبث شور کرتے ہو اس میں
پھول رکھنے میں کیا برائی ہے ● رنگ و خوشبو ہے خوشنمائی ہے
بوئے خوش تھی پسند طبع رسول ● پھول ہیں بوئے خوش کی اصل اصول
کل نباتات کے بہار ہیں پھول ● باغِ جنت کے یادگار ہیں پھول
ترمذی کی حدیث پڑھ دیکھو ● ہے یہ حکم آپ کا صحابہ کو
پھول کو دیکھو کوئی رد نہ کرے ● کیونکہ نکلا ہے پھول جنت سے

إِذَا أُعْطِيَ أَحَدُكُمُ الرَّيْحَانَ فَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ [1]

جس سے جنت کی یاد ہو دل میں ● جرم کیا ہے جو رکھیں محفل میں

قیامِ تعظیمی کا بیان

کرتے ہیں مفتیانِ دیں ترقیم ● يُسْتَحَبُّ الْقِيَامُ لِلتَّعْظِيم
اپنے مخدوم پیشوا کے لیے ● اہلِ دل ہوتے ہیں ادب سے کھڑے
لاتے تشریف جب نبی کریم ● اٹھ کے دیتی تھیں فاطمہ تعظیم

[1] جس وقت تم میں سے کسی کو پھول دیا جائے تو چاہیے کہ رد نہ کرے اس واسطے کہ پھول جنت سے نکلا ہے۔ اسے ترمذی نے شمائل میں روایت کیا۔ (ترمذی، ۱۵، ۲۷۱، شمائل محمدیہ للترمذی، ص ۱۵۹)

كَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِیْ مَجْلِسِهَا وَ اَمَرَ النَّبِیُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُوْمُوْا اِلٰی سَيِّدِكُمْ وَاَقَرَّهُ الشَّيْخُ وَلِیُّ اللّٰهِ فِیْ بَيَانِ الْقِيَامِ فِیْ حُجَّةِ اللّٰهِ الْبَالِغَةِ وَاحْتَجَّ بِهٖ الْجَمَاهِيْرِ لِاسْتِحْبَابِ الْقِيَامِ تَعْظِيْمًا كَمَا فِیْ مَجْمَعِ الْبِحَارِ فَمَا ذَهَبَ اِلَيْهِ الْبَعْضُ اَنَّهٗ كَانَ لِاِعَانَةِ سَعْدٍ وَّاِنْزَالِهٖ مِنَ الْحِمَارِ ضَعِيْفٌ" لَا يُسْمَعُ فِیْ مُقَابَلَةِ الْجَمَاهِيْرِ[1]

جب شریعت سے ہو چکا معلوم ● مستحب ہے قیام بہر قدوم
اٹھتے مولد میں ہیں جو باتکریم ● یہ بھی سمجھو قدوم کی تعظیم
یہی معنی ہیں بس ولادت کے ● یعنی آپ اس جہان میں آئے
دار دنیا میں آنا حضرت کا ● تھا نہایت جلال و عظمت کا
لکھتے راوی ہیں اُس گھڑی کا حال ● کیا حوروں نے آ کے استقبال
تھے فرشتے کھڑے ادب کے ساتھ ● تھا ادب سید عرب کے ساتھ
سامنے آمنہ کے تھے جبریل ● دائیں جانب کھڑے تھے میکائیل

[1] تحقیق رسول خدا ﷺ جس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے وہ ان کے واسطے کھڑی ہو جاتی تھیں اور حضرت کا ہاتھ پکڑتیں اور بوسہ دیتیں اور ان کو بیٹھنے کی جگہ بٹھاتیں۔ نبی ﷺ نے صحابہ کو حکم کیا کہ سردار کے واسطے کھڑے ہو جاؤ۔ (بخاری: ۳۰۴۳، مسلم ۱۷۶۸، سنن ابی داود ۵۲۱۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۶۸۳۰) اور شاہ ولی اللہ نے قیام تعظیمی کو اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں مان لیا اور اس حدیث سے گروہ کے گروہ نے قیام تعظیمی کے مستحب ہونے کی دلیل پکڑی ہے۔ جیسا کہ مجمع البحار میں لکھا ہے پھر وہ جو بعض کہتے ہیں کہ حضرت کا قیام کے لیے حکم دینا اس واسطے تھا کہ سعد کی مدد کریں اور حمار کے اوپر سے اتریں۔ ان کا یہ تاویل کیا ضعیف ہے۔ جماہیر کے مقابلے میں (ایسا قول) نہیں سنا جاتا۔

لب ہاتف پہ ہر طرف تھی ندا ● آج احمد نبی ہوئے پیدا
جب یہ آوازہ پھیلا دنیا میں ● زلزلہ آیا قصر کسریٰ میں
کیا کعبہ نے سجدہ با تکریم ● جھک کے سوئے مقام ابراہیم
آپ کی ذات ازل میں تھی اک نور ● اور حجابوں میں تہ با تہ مستور
پھر جو اترا وہ نور دنیا میں ● تھا چھپا امہات و آبا میں
اب وہ نور آیا قطع کر کے حجاب ● نکلے بدلی سے جس طرح مہتاب
حق نے ہم پر کیا بڑا احسان ● بھیجا ایسا رسول عالی شان
حشر تک بھی نہ ہوگا ہم سے ادا ● شکر حضرت کی خیر مقدم کا
الغرض مولد رسول کا حال ● پڑھتے ہیں جب بعزت و اجلال
مصطفیٰ کا جلال و شوکت و فر ● ہوتا ہے اہل دیں کے پیش نظر
پڑھتے ہیں اُس گھڑی درود وسلام ● کھڑے ہو کر بعزت و اکرام
شرک اس میں خدا کے ساتھ نہیں ● اور نہ بدعت کا یاں پتا ہے کہیں
کیا اسی کا ہے شرک و بدعت نام ● کھڑے ہو کر پڑھیں درود وسلام
جس میں حاصل نبی کی عظمت ہو ● کہو کیوں کر وہ شرک و بدعت ہو

فائدہ: یہ جو لکھا ہے کہ اس قیام میں بدعت کا کچھ نشان نہیں یہ اس لیے کہ جس مقام پر لفظ بدعت بغیر لفظ حسنہ کے بولتے ہیں اس سے مراد بدعت سیئہ ہوتی ہے۔ چنانچہ مأتہ مسائل مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۹۵ میں یہ قاعدہ مولوی اسحٰق صاحب نے لکھا ہے اور یہ تحقیق فائدہ سابقہ میں گزر چکی کہ بدعت سیئہ وہ ہے جس سے کوئی حکم قرآن یا حدیث یا اجماع کا ٹوٹتا ہو اور ظاہر ہے کہ اس قیام میں یہ بات نہیں بلکہ اس کا ثبوت

قاعدہ شرعیہ سے علمائے سابقین نے استنباط کیا ہے، اور ابن حجر اور سیوطی وغیرہ بہت اجلہ علماء نے اس کو جائز رکھا ہے۔ اور مائۃ مسائل مذکورہ کے صفحہ ۹۴ میں درباب بدعت نہ ہونے اصطلاحات فقہا اور علماء کے مذکور ہے:

چیزیکہ مجتہدین وعلماء سابقین استنباط فرمودہ باشند پس او را بدعت نتوان گفت

انتھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ ماسوا علمائے مجتہدین کے اگر علمائے سلف بھی کچھ استنباط کریں وہ بدعت نہیں ہوتا چنانچہ اسی قاعدہ کے موافق مولوی اسحٰق صاحب نے استنباط کیا ہے اور مسئلہ چہارم مسائل اربعین میں "رسم چھوچھک" کو لکھا ہے کہ اگر قیداداے رسم جہالت کی نیت سے نہ ہو بلکہ اپنی اولاد کی خبر گیری اور نفع رسانی کی نیت سے ہو تو جائز ہے موافق حکم: وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ [۱] اور اس کے جواز پر یہ دلیل کافی ہے: وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ انتھی ملخصا [۲]

جب یہ فوائد معلوم ہو چکے اب معلوم کرنا چاہیے کہ اس قیام میں قاریان مولد درود وسلام پڑھا کرتے ہیں اور کچھ مدح بھی عرب اپنی زبان میں اور عجمی اور ہندی اپنی زبان میں اور حاضرین جن کا دل حاضر ہے وہ بھی اس وقت درود پڑھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ حضرت کا ذکر اور درود وسلام ذکر اللہ میں داخل ہیں۔

کتاب الشفاء میں ابن عطا سے درباب معنی آیہ کریمہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ [۳] کے روایت ہے کہ جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی۔ [۴] یعنی اے محمد ﷺ! میں نے تجھ کو اپنا ذکر کیا، جس نے تجھ کو یاد کیا اس

[۱] اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے۔ (پارہ ۱۵، بنی اسرائیل ۲۶)
[۲] اور بھلے کام کرو اس امید پر کہ تمہیں چھٹکارا ہو۔ (پارہ ۱۷، الحج ۷۷)
[۳] اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پارہ ۳۰، الم نشرح ۴)
[۴] الشفاء باب اول، فصل اول، صفحہ ۱۵ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

نے مجھ کو یاد کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس نے رسول خدا کو بطور مدح وثنا کے یا بصیغہ درود و سلام یاد کیا اور ذکر کیا اس نے خدا کا ذکر کیا اور ذکر اللہ ہر طرح جائز ہے، خواہ کھڑے ہو کر کریں خواہ بیٹھ کر۔

کما قال: فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُودًا [۱] اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ ہم کو اللہ کی طرف سے کھڑے ہو کر ذکر کرنے کا اختیار ہے اس لیے یہ ہمارا کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا کہ بحسب توفیق کتاب الشفاء ذکر اللہ میں داخل ہے اور آیت قرآنی عموماً اس کو شامل ہے۔ کسی طرح بدعت نہیں ہو سکتا۔

بدعت وہ ہے جس کے لیے کچھ بھی سند نہ ہو صریحاً نہ اشارۃً۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ نے خاص اسی نئی بات کو منع فرمایا جس کو دین سے مخالفت ہو ہر نئی بات کو منع نہیں فرمایا۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں دیکھو، آپ ﷺ فرماتے ہیں :

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ"۔ [۲]

یعنی جس نے دین میں وہ بات پیدا کی جو دین کی قسم سے نہیں بلکہ اس کی ضد اور مخالف ہے وہ مردود ہے۔

اور اگر ہر نئی بات ناپسند ہوتی تو آپ فرماتے: من احدث فی امرنا شیئا فهو رد اور ہرگز "مَا لَیْسَ مِنْهُ" کی قید نہ بڑھاتے چنانچہ مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ جس کو نواب قطب الدین خان صاحب دہلوی نے تالیف کیا ہے اور مولوی اسحٰق صاحب نے اس کو حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمایا ہے۔ اس کے صفحہ ۵۷ مطبوعہ میرٹھ میں لکھا ہے کہ ما لیس منہ میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ اس چیز کا نکالنا کہ مخالف کتاب و سنت کے نہ ہو برا نہیں۔ انتہی

[۱] ذکر کرو اللہ کا، کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے (پارہ ۵، النساء ۱۰۳)
[۲] بخاری ۲۶۹۷، مسلم ۴۴۹۲، سنن ابی داود ۴۶۰۶

لیکن جاننا چاہیے کہ وہ محدثات مخالف کتاب وسنت کئی قسم ہیں بعضی فعلی ہیں اور بعضی قولی اور بعضے اعتقادی اس واسطے آپ نے دوسری حدیث میں ایسا ارشاد کیا کہ

كُلُّ مُحْدَثٍ بِدْعَةٌ وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ [۱]

یعنی وہ احداث جو مردود اور مصداق منہ اور مخالف دین ہے وہ سب بدعت ہے خواہ فعلی ہو خواہ قولی خواہ اعتقادی ہو اسی قسم کی کل بدعتیں گمراہی ہیں بعض ناواقف یوں کہتے ہیں کہ ہر نئی بات خواہ موافق دین کے خواہ مخالف دین کے ہو وہ سب منع ہے۔ حاشا وکلا یہ بات نہیں جو احداث (نئی باتیں) امر جدید مخالف دین کے نہ ہو وہ ہرگز منع نہیں بلکہ اس پر وعدہ اجر اور ثواب کا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے :

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَ لَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ ۔ رواہ مسلم [۲]

مجمع البحار کی جلد دوسری صفحہ ۱۴۷ اور شرح مسلم کی جلد ثانی صفحہ ۳۴۱ میں اس حدیث شریف کے معنی یہ لکھے ہیں کہ جس نے کوئی طریقہ پسندیدہ جاری کیا پھر اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو ان سب عمل کرنے والوں کے برابر اس کو ثواب لکھا جائے گا اور ان کے ثواب میں سے کچھ کاٹا نہ جائے گا یعنی ان کو بھی ثواب پورا ملے گا اور وہ طریقہ جو اس نے جاری کیا ہے وہ خواہ اسی کا نیا ایجاد کیا ہوا ہو خواہ ایجاد پہلا ہوا اور اس کی طرف سے اجرا ہوا اور وہ طریقہ خواہ علم ہو خواہ عبادت خواہ کوئی ادب ہو۔

---

[۱] سنن ابن ماجہ ۱۴، مسند احمد ۲۳۸۳۰

[۲] صحیح مسلم حدیث ۲۳۸۳۰، سنن ابن ماجہ حدیث ۲۰۳، مسند احمد حدیث ۱۸۳۸۷، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث ۱۸۳۸۷، مصنف عبد الرزاق حدیث ۲۱۰۰۵، معجم کبیر طبرانی حدیث ۲۳۸۳، سنن دارمی حدیث ۵۱۶

اورشرح مسلم کی عبارت یہ ہے :

كَانَ ذَلِكَ تَعْلِيمِ عِلْمٍ أَوْ عِبَادَةٍ أَوْ أَدَبٍ انتهى [۱]

ان بزرگوں کی تحقیق سے صاف معلوم ہوگیا کہ اگر کوئی شخص نئی بات قسم آداب سے نکالے گا اور جاری کرے گا اس کو ثواب ملے گا۔ اب سمجھنا چاہیے کہ امت کو رسول ﷺ کی تعظیم کرنی قرآن شریف سے ثابت ہے چنانچہ فائدہ سابقہ میں گزر چکا اور خدا کا حکم ہے کہ جس طرح ہو سکے تعظیم رسول کیجیے اور فقہا زیارت مدینہ میں لکھتے ہیں :

وَكُلُّ مَا كَانَ اَدْخَلَ فِي الْاَدَبِ وَالْاِجْلَالِ كَانَ حَسَنًا . كذا في فتح القدير [۲]

یعنی جن حرکات وسکنات میں رسول کا ادب اور بزرگی نکلے وہ سب اچھی اور حسن ہیں۔ انتہی

اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم اور آداب رسول شرعاً مطلوب ہے پس یہ قیام اگر چہ بظاہر امر محدث اور جدید ہے لیکن اس میں وہ بات جو شرعاً مطلوب ہے یعنی تعظیم رسول ادا ہوتی ہے ۔

اب اس کی بھی وہی مثال ہوئی جس طرح محدثین اور فقہا لکھتے ہیں کہ اذان کے واسطے منارہ اگر چہ حضرت کے وقت میں نہ تھا لیکن اس میں وہ بات نکلتی ہے جو حضرت کو مطلوب تھی یعنی مسلمانوں کو خبر ہو جانا کہ نماز کا وقت آ گیا ہے، سو منارہ پر چڑھ کے اذان کہنے میں یہ مقصود حاصل ہوتا ہے اس لیے یہ منارہ جائز ہے اور اس کے امر جدید ہونے سے کچھ قباحت نہیں ۔ اسی طرح یہ قیام گو امر جدید ہو لیکن اس میں تعظیم رسول نکلتی ہے جو شرعاً مطلوب ہے، اس واسطے اس کو مطلق بدعت کہنا یعنی

[۱] شرح مسلم للنووی، جلد ۹ ص ۲۳، ذو الحجہ ۳۹۲
[۲] فتح القدیر، جلد ۶، ص ۳۳۷

سجدہ اور ضلالت قرار دینا سراسر باطل ہے اور یہ جو بعض صاحب اس قیام کو شرک کہتے ہیں، یہ بھی کسی طرح صحیح نہیں اس لیے کہ شرک کے معنی علم عقائد میں یہ قرار دیے گئے ہیں :

اَلْاِشْرَاکُ ھُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِیْکِ فِی الْاُلُوْھِیَّۃِ بِمَعْنیٰ وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ کَمَا لِلْمَجُوْسِ اَوْ بِمَعْنیٰ اسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَۃِ کَمَا لِعَبَدَۃِ الْاَصْنَامِ کذا فی شرح العقائد للنسفی [1]

اور حالت قیام میں نہ حضرت کو کوئی واجب الوجود سمجھتا ہے نہ مستحق معبودیت جانتا ہے اور خود قیام میں فی نفسہ عبادت کے معنی موجود نہیں اس لیے کہ خالی کھڑا ہو جانا یعنی بغیر کسی اور شے کے ملنے (کو) شریعت میں عبادت قرار نہیں دیا گیا البتہ اگر کھڑا ہونے والا ارادہ تعظیم سے کھڑا ہوا اس وقت ایک قسم کی تعظیم نکلتی ہے سو وہ بھی ایسی تعظیم کہ مخصوص بذات باری تعالیٰ نہیں۔

ابراہیم حلبی نے شرح کبیر ملیہ میں درباب تحقیق قیام نماز فرض ہونے کے لکھا ہے :

ان القیام وسیلۃ الی السجود والخرور والسجود اصل بدلیل ان السجود شرعا عبادۃ بدون القیام کما فی سجدۃ التلاوۃ والقیام لم یشرع عبادۃ وحدہ و ذلک لان السجود غایۃ الخضوع حتی لو سجد لغیر اللہ یکفر بخلاف

---

[1] شرک یہ ہے کہ کسی کو الوہیت میں شریک کیا جائے اس معنی میں کہ اس کا وجود واجب ہے جیسا مجوس کرتے ہیں یا ان معنوں میں کہ کسی کو مستحق عبادت مانا جائے جیسا کہ بت پرست کرتے ہیں۔ شرح العقائد النسفیہ، ص ۲۰، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان

القیام [۱]

اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ قیام لغیر ہرگز ہرگز شرک نہیں اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اگر قیام شرک ہوتا تو ہرگز علماء دین روضۂ رسول ﷺ کی زیارت میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا جائز نہ رکھتے۔ حالانکہ حضرت محدث دہلوی نے جذب القلوب میں اور ملاعلی قاری نے دُرّۃ المضیہ میں لکھا ہے :

و قد ذکر الکرمانی انه یضع یمینه علی شماله کالصلوة

[۲]

اور اسی پر آج تک عمل ہے اس کے خلاف پر عمل نہیں۔ اور فتاویٰ عالمگیر یہ میں ہے:

و یقف کما یقف فی الصلوة [۳]

ان تحقیقات سلف سے خوب روشن ہوگیا کہ قول مؤلف درباب قیام مولد صحیح ہے۔

شرک اس میں خدا کے ساتھ نہیں
اور نہ بدعت کا یاں پتا ہے کہیں

---

[۱] بے شک قیام سجدہ کی طرف وسیلہ ہے جبکہ سجدہ اور رکوع کی اصل وسیلہ سے ثابت ہے۔ بے شک سجدہ قیام کے بغیر بھی عبادت ہے جیسا کہ سجدہ تلاوت۔ اور فی نفسہٖ صرف قیام شرعاً عبادت نہیں ہے کیونکہ سجدہ حاجت کی انتہا ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے غیر اللہ کو سجدہ (سجدہ عبادت) کیا تو اس کی تکفیر کی جائے گی بخلاف قیام کے۔

[۲] تحقیق کرمانی نے ذکر کیا کہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے جس طرح نماز میں رکھتے ہیں ۱۲

[۳] اور کھڑا ہو جس طرح نماز میں کھڑا ہوتا ہے ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ جلد ۱، ص ۲۰۹)

اب باقی رہی یہ بات کہ بعض آدمی کہا کرتے ہیں کہ صاحب تم محفل مولد شریف میں کھڑے ہوتے ہو (لیکن) ہر جگہ حضرت کا نام آئے (تو) کیوں کھڑے نہیں ہوتے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا قیام اختیار کرنا خاص اس موقع میں اس مناسبت سے ہے کہ ولادت کے معنی یہ ہیں کہ آپ اس عالم میں تشریف لائے اور تشریف آوری کی تعظیم کو شرعاً قیام سے مناسبت ہے اور ہر دفعہ کے نام لینے میں یہ مناسبت نہیں۔

دوسرا یہ کہ آپ ﷺ کا پیدا ہونا رحمت عام ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ -[۱] اور رحمت پر فرحت و سرور کرنا ثابت ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا [۲]

پس یہ ذکر بشارت رساں یعنی ولادت شریف کا بیان سن کر اظہار فرحت و سرور کے لیے قیام کرنا اور بات ہے اور خواہی نخواہی جابجا کھڑا ہونا اور بات۔ اور یہی وجہ ہے کہ جس وقت کوئی شخص روایت میلاد کو بطور کتب تواریخ مطالعہ کرے یا دوسرے کو تعلیم کرے یا بطریق اخبار خوانی پڑھ کر سنائے یا درمیان کسی اور ذکر کے اتفاقاً اور تبعاً بیان کرے ان صورتوں میں قیام کا دستور نہیں اس لیے کہ یہاں مذکر اور سامع کا قصد صرف اطلاع حال ہے نہ اظہار سرور اور جلسہ میلاد شریف موضوع ہے اس لیے کہ اس میں فرحت و سرور ہوا کرے اور منت الٰہی کا شکر کیا جائے جو قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کما تقدم من قول ابی شامہ

پس جس وقت اس جلسہ فرحت و سرور میں آپ کی پیدائش اور ظہور کا ذکر ہوتا ہے اس وقت اظہار فرحت و سرور کیا جاتا ہے بخلاف اور مجالس کے کہ ان میں یہ علت موجود نہیں۔

اگر کوئی یہ کہے کہ دونوں جلسوں میں ذکر ایک ہے پھر نیت سرور فرحت سے

---

[۱] اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (پارہ ۱۷، الانبیاء ۱۰۷)
[۲] تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ (پارہ ۱۱، یونس ۵۸)

جلسہ منعقد کرنے اور نہ کرنے سے کیوں حکم بدل جاتا ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ نیت بدلنے سے حکم بدل جانا مسئلہ شرعی ہے۔ قال علیہ السلام

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ [۱]

اور اسی حدیث کے سبب فقہا لکھتے ہیں کہ اگر کوئی حاجت غسل میں الحمد (یعنی سورہ فاتحہ) دعا و ثنا کی نیت سے پڑھے، جائز ہے اور اگر قرات قرآن کی نیت سے پڑھے، ممنوع ہے۔ حالانکہ ذکر وہی ایک ہے چنانچہ شامی اور حلبی اور ذر مختار وغیرہ میں یہ مسئلہ موجود ہے پس اس ذکر میں بھی اگر اختلاف نیت سے حکم بدل جائے (تو) کیا اشکال ہے!!!

تیسرا یہ کہ اہل ایمان میں آپ ﷺ کا نام اور ذکر روز و شب رہتا ہے پھر اگر ہر بار آدمی قیام کرے تو دم بدم اٹھنے بیٹھنے میں رہے گا اس میں حرج ہے اور حرج معاف ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي دِيْنِكُمْ مِنْ حَرَجٍ[۲]

فقہائے شرع متین مسئلہ درود میں حکم دیتے ہیں کہ اگر مجلس میں چند بار حضرت کا نام مبارک آئے تو صحیح یہ ہے کہ ایک ہی مرتبہ درود پڑھنا واجب ہوگا باقی ہر بار اگر درود پڑھے، بہتر ہے، ورنہ واجب نہیں۔ اس لیے کہ آپ کے نام کی بار بار یادگاری امت پر محافظت سنن اور احکام شریعت کے واسطے واجب ہے، ہر مرتبہ درود پڑھنا اس میں بڑا حرج ہے یہ ترجمہ ہے عبارت شرح کبیر ابراہیم حلبی کا جو صفحہ ۳۸۱ مطبوعہ دہلی میں موجود ہے۔

پس یہ قاعدہ فقہا کا بھی اس بات کو مقتضی ہے کہ بار بار کا حرج معاف کیا جائے اور محفل مولد شریف بہت قلیل ہوتی ہے ایک آدمی سال بھر میں شاید ایک دو بار محفل

---

[۱] بے شک اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے (بخاری رقم الحدیث ۱)

[۲] اور اللہ عزوجل نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ قرآن پاک میں ہے و ما جعل علیکم فی الدین من حرج (پارہ ۱۷، الحج ۷۸)

کرتا ہوگا اور نام مبارک کا ذکر سال بھر میں لاکھوں بار کرتا ہے پس بار بار کا قیام البتہ موجب حرج ہے۔

اور بعض معترض یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حالت حیات میں قیام کو منع کیا ہے اب بعد وفات کس طرح جائز ہو؟۔

یہ بھی بڑا مغالطہ ہے بھلا حضرت کس طرح منع فرماتے اس کام کو جو خود آپ ﷺ سے روایت ہے یعنی آپ ﷺ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے واسطے قیام کیا کرتے تھے چنانچہ مشکوۃ مطبوعہ احمدی کے صفحہ ۴۰۲ میں موجود ہے اور نیز آپ ﷺ نے حلیمہ سعدیہ کے واسطے ایام حنین میں قیام کیا چنانچہ شرح مواہب زرقانی مطبوعہ مصر کی جلد اول صفحہ ۱۷۰ میں موجود ہے اور نیز آپ نے اپنے رضائی باپ کے واسطے قیام کیا چنانچہ انسان العیون مشہور بسیرت حلبی مطبوعہ مصر کی جلد اول صفحہ ۱۲۱ میں موجود ہے اور نیز صحابۂ کرام آپ کی تعظیم کے واسطے قیام کرتے تھے فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِیَامًا۔ مشکوۃ کے صفحہ ۳۹۵ میں ہے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کے واسطے قیام کرتی تھیں چنانچہ مشکوۃ کے صفحہ ۴۰۲ میں ہے اور نیز صحابہ کو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار سعد کے واسطے۔ چنانچہ مشکوۃ کے صفحہ ۳۹۵ میں موجود ہے۔

بھلا اس قدر روایتوں کے موجود ہونے کے باوجود کس طرح یقین ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے منع کیا ہوگا۔ ہاں البتہ آپ ﷺ نے اس قیام کو منع فرمایا ہے جو عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کی تعظیم میں تصویر کی طرح بے حس و حرکت کھڑے رہتے تھے اور ان کے بادشاہ بکمال نخوت و تکبر بیٹھے رہتے تھے۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ بریلی کے صفحہ ۳۸۰ میں مضمون مرقوم ہے اور شاہ صاحب موصوف نے قیام تعظیمی کو از روے احادیث مسلّم رکھا ہے[۱] پس یہ مغالطہ ان لوگوں کا سخت بے جا ہے اور نیز اسامہ بن شریک سے مسند قوی

[۱] تفصیل کے لئے حجۃ اللہ البالغہ باب آداب صحبت کا بیان ص ۴۱۱ مکتبہ رحمانیہ لاہور

روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے واسطے کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

چنانچہ قسطلانی شرح بخاری جلد تاسع صفحہ ۱۴۵ مطبوعہ مصر میں ہے اور واضح ہو کہ بعض علما اثبات قیام میں یوں تقریر کرتے ہیں اور وقت ولادت شریف کے ملائکہ کھڑے ہوئے تھے چنانچہ شرف الانام تصنیف علامہ شیخ قاسم بخاری میں یہ روایت موجود ہے؛ اس لیے جب ہم یہ ذکر کرتے ہیں تو ان ملائکہ کے قیام کی شکل پیدا کرتے ہیں کیونکہ اہل حدیث (یعنی محدثین کرام۔ وہابی نجدی فرقہ مراد نہیں) کے نزدیک واقعہ مرویہ کا شکل اور صورت بنادینا مستحب ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری کے صفحہ ۳ میں روایت ہے کہ وہ جو وقت نزول وحی کے رسول اللہ ﷺ جبرئیل کے ساتھ ساتھ دل میں قرآن پڑھنے لگتے تھے اور لبوں کو ہلاتے تھے، ابن عباس جس وقت یہ روایت کرتے اپنے لبوں کو ہلاتے تھے جس طرح رسول خدا ﷺ ہلاتے تھے۔ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے جس طرح ابن عباس کو اس روایت میں لب ہلاتے دیکھا تھا جب یہ حال روایت کرتے وہ بھی یعنی سعید اپنے لبوں کو ہلاتے تھے پس جبکہ صحابہ اور تابعین سے تشکل اور تمثیل واقعہ مرویہ کی ثابت ہوئی تو ہم بھی واقعہ میلاد میں قیام ملائکہ کی شکل بنادیتے ہیں۔

اور بعض اہل کشف قیام کی وجہ یہ فرماتے ہیں کہ اس محفل میں نبی ﷺ کی روح حاضر ہوتی ہے اور ہم اس کی تعظیم دیتے ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ ہم یہ دعویٰ زبان پر نہیں لاسکتے اس لیے کہ ہم ارباب کشف وشہود میں نہیں جو مشاہدہ کرکے بیان کریں ہاں البتہ اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ انباہ الاذکیا فی حیات الانبیا مطبوعہ مطبع جمالی کے صفحہ ۲ میں یہ لکھا ہے کہ اعمال امت میں نظر کرنا اور امت کی برائیوں کے واسطے استغفار کرنا اور بلیات دور ہونے کی دعا کرنا اور اطراف زمین میں آمدورفت کرنا

برکت کے ساتھ اور جو کوئی نیک بندہ امتی مرجائے اس کے جنازے پر آنا یہ حضرت کے عالم برزخ میں من جملہ اور اشغال کے بعض شغل ہیں چنانچہ اس میں حدیثیں اور آثار وارد ہوئے ہیں انتہی۔[۱]

اور اسی رسالہ کے صفحہ ۳ میں ہے کہ ہمارے نبی ﷺ زندہ ہیں اور امت کی عبادات سے خوش ہوتے ہیں اور نافرمانیوں سے غمگین ہوتے ہیں۔[۲]

اور اسی صفحہ میں ہے کہ انبیا کا مرجانا صرف اتنا ہے کہ وہ ہماری نظر سے چھپ گئے اور وہ واقع میں زندہ موجود ہیں بفرشتوں کی مثل کے کہ وہ موجود ہیں اور نظر نہیں آتے مگر جس ولی اللہ کو بطور کرامت خداوند کریم دکھلادے وہ دیکھ لیتے ہیں۔ انتہی کلامہ۔[۳]

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی اہل کشف حضرت کی روح مبارک کو اس مجمع میں دیکھ لے کچھ عجب نہیں؛ لیکن بعض وہ آدمی جو لیاقت مشاہدہ کی نہیں رکھتے وہ بھی ان اہل کشف کی پیروی اور اتباع میں اپنا عقیدہ ایسا ہی رکھتے ہیں سو یہ عقیدہ بھی جس کسی کا ہے اس کا نام 'شرک' نہیں رکھ سکتے؛ اس واسطے کہ شرک کے معنی اوپر بیان ہو چکے وہ اس پر مطابق نہیں ہو سکتے اور نیز جب ان کا یہ اعتقاد ہوا کہ روح مبارک ایک جلسۂ خاص میں حاضر ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ ہر وقت حاضر ہے دائما۔ خواہ ہم اس کو یاد کریں یا نہیں، اس کا ذکر کریں یا نہیں، اس کی ثنا و صفت کریں یا نہیں؛ تو خدا تعالیٰ کے حاضر ناظر ہونے اور روح مبارک کے حاضر ہونے میں بڑا فرق ہوا اور ایک صفت میں عبد اور معبود کو برابر نہیں کیا پھر یہ اعتقاد کس طرح شرک ہوا۔

اور اگر یہ کہیں کہ حضرت کی روح کو غیب کی خبر اتنی دور سے کس طرح ہوتی ہے کہ فلانے مقام پر محفل ہے، وہاں چلیے؟۔

جواب یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۱۷۷

[۱] انباہ الاذکیاالی حیات الانبیاء للسیوطی ص ۷ مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور

[۲][۳] مرجع سابق، ص ۱۲

میں لکھتے ہیں کہ روح مقدس حضرت غوث الثقلین اور خواجہ بہاء الدین کی سید احمد صاحب پر ظاہر ہوئی اور ایک پہر تک سید صاحب کو دونوں اماموں نے توجہ قوی دی۔ انتہی [۱]

دیکھو سید صاحب مقام دہلی میں تھے اور کس قدر رستہ دور دراز سے یعنی بخارا اور بغداد سے پاک روحیں آئیں اور توجہ قوی دی اور ان کو کس طرح غیب کی خبر ہوگئی کہ دہلی میں فلاں شخص سید احمد نام مرد صالح ہے۔ آؤ وہاں جا کر ان کو اپنے فیض سے مشرف کریں جب ان کو خبر ہوگئی حضرت ﷺ کو خبر ہونا تو بہت سہل ہے، اس لیے کہ اعمال امت آپ پر پیش کئے جاتے ہیں اور محفل مولد شریف بھی امت کا ایک عمل ہے اور ملائکہ آپ کو درود و سلام پہنچانے پر متعین ہیں اور اس محفل میں درود بکثرت ہوتا ہے اور آپ کی صفاء باطن سب اولیا بلکہ سب انبیا سے افضل اور اعلی ہے اور آپ اپنا فیض پہنچانا اپنی امت کو بجان و دل چاہتے ہیں اگر آپ کو خبر محفل کی ہو جائے کسی واسطے سے وسائط مذکورہ سے اور آپ کی توجہ روحی اس طرف کو ملتفت ہو جائے اور آپ اپنے امتیوں کو برکات سے مستفیض فرما دیں (تو) کیا بعید ہے!!!

آخر روایت جلال الدین سیوطی اوپر گزر چکی اس میں ان باتوں کا ثبوت ہے اور بعض معترض کہتے ہیں کہ کبھی ایک وقت میں چند مکان پر مولد شریف ہوتا ہے تو آپ کی روح کس طرح سب جگہ حاضر ہوتی ہوگی؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جسم عنصری ہیولانی کا حاضر ہونا ایک آن میں چند مقام پر البتہ محال ہے لیکن نفس ناطقہ کا ابدان مثالیہ میں چند مکان پر ظاہر ہونا اور لطائف کا متجسد ہونا مسلّم الثبوت ہے اگر چہ بہت علما و اولیا اس مسئلہ کے قائل ہیں لیکن اس

---

[۱] صراط مستقیم، ص ۲۳، مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام لاہور، صراط مستقیم، ص ۲۱۸ مطبوعہ اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور

مقام پر نقل کیا جاتا ہے اس عارف ربانی کا کلام جو مولوی محمد اسمٰعیل کے پیران پیر ہیں یعنی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی جو ساتویں طبقہ [۱] میں ان کے پیر طریقت ہیں وہ اپنے مکتوبات مطبوعہ دہلی جلد ثانی صفحہ ۱۱۵ میں بیان فرماتے ہیں :

هر گاه جنیان را تقدیر الله سبحانه این قدرت بود که متشکل اشکال گشته اعمال غریبه بوقوع آرند ' روح کمل را اگر این قدرت عطا فرمایند چه محل تعجب است و چه احتیاج ببدن دیگر اوبس قبیله است انچه بعضے از اولیا الله نقل میکنند که در یک آن در امکنه متعدده حاضر میگردند و افعال متبائنه بوقوع می آرند این جا نیز لطائف ایشان متجسد باجساد مختلفه و متشکل باشکال متبائنه مشوند۔

اور اس عبارت سے آٹھ سطر بعد لکھتے ہیں :

و این تشکل گاه در عالم شهادت بود گاه در عالم مثال چنانچه در یک شب هزار کس آن سرور را علیه الصلوات و السلام بصور مختلفه در خواب می بینند و استفادها می نمایند این همه تشکل صفات و لطائف اوست علیه و علی آله الصلوات و السلام بصور تهاے مثالی و هم چنین مریدان از صور مثالی پیران استفاده هامی نمایند و حل مشکلات میسر مایند۔

دیکھو حضرت مجدد کے کلام سے کچھ بھی اشکال اور تشکیک اعتقاد توجہ روحی

[۱] اور شجرہ ان کا یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی مرید ہیں سید احمد صاحب کے اور وہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کے اور وہ سید عبداللہ کے اور وہ سید آدم بنوری کے اور وہ شیخ میاں احمد مجدد الف ثانی کے ۔ الیٰ آخرہ ۔

حضرت ﷺ میں باقی نہیں رہتا اور حضرت مجدد کی شان عالی میں اس عقیدہ کے مسلم رکھنے کے باعث کوئی بے ادب شرک وغیرہ کے لفظ گستاخانہ نہیں بک سکتا، معلوم نہیں اگر کوئی آدمی اس طرح کا عقیدہ رکھے ان کو کس لیے مشرک اور جہنمی کہا جاتا ہے اور ان سے سلام اور مصافحہ ترک کیا جاتا ہے اور اس مقام پر ایک اور فائدہ یاد آیا، وہ یہ ہے کہ بعض صاحبوں نے حضرت مجدد کے مکتوب نمبر ۲۷۳ جلد اول سے بطور مغالطہ دہی یہ مضمون ثابت کیا ہے کہ وہ حضرت مانع محفل میلاد ہیں۔ نعوذ باللہ منہا

یہ کیسا اتہام ہے کہ انہوں نے مولد شریف کرنے والوں کو نہ مشرک لکھا ہے نہ مبتدع بلکہ ایک طرز خاص پر انکار فرمایا ہے کہ محفل مولود میں سماع کا ڈھنگ نہ ہونے پائے اسی واسطے مکتوب میں لکھتے ہیں :

مبالغۂ فقیر در منع بواسطہ مخالفت طریقت خود است۔ انتہیٰ

معلوم ہوتا ہے کہ شاید کسی نے قرب و جوار میں یہ محفل مثل محفل سماع منعقد کی ہوگی اس پر وہ انکار فرماتے ہیں ورنہ مطلق محفل کو جو خوش آوازی سے قصائد پڑھے جائیں اور غرض صحیح یعنی محبت رسول یا شکر حصول نعمت یا کشف بلیات وغیرہ کے لیے محفل منعقد کی جائے، اس کا انکار ان کے کلام میں نہیں نکلتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اسی مکتوبات کے مکتوب ۲۷ جلد سوم میں جو خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کو در جواب استفسار مسئلہ مولود شریف لکھتے ہیں: مرقوم ہے

دیگر درباب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصوت حسن، و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف، و تغیر حروف قرآن ست و التزام رعایت مقامات نغمہ و تردید صوت بآں بطریق الحان با تصفیق مناسب آں کہ در شعر نیز غیر مباح است اگر بہ نہجے خوانند کہ

تحریفے در کلمات قرآنی واقع نشود ۔ و در قصائد خواندن شرائط مذکور متحقق نگردد و آن را بغرض صحیح تجویز نماید چه مانع است۔ الی آخرہ

جو شخص ان دونوں مکتوبوں کو جو جلد اول اور جلد سوم میں مندرج ہیں حرفاً حرفاً بنظر غور دیکھے گا اور نیز دوسرے مکاتیب ان کے مذمت سماع میں دیکھے گا اس پر مخفی نہ رہے گا کہ حضرت مجدد کو محفل سماع سے سخت نفرت ہے اس میں بھی یہی اندیشہ کرتے ہیں کہ اگر ہم تھوڑا بھی سہارا دیں گے تو یہ بوالہوس لوگ یعنی ناچ راگ باجے کے مشتاق رفتہ رفتہ تمام لوازم محفل سماع ممنوع کی مثلاً تالی بجانا اور نغمات کا رعایت کرنا اور رقص وسرود وغیرہ اس میں داخل کر دیں گے، فرماتے ہیں: قَلِیْلُہٗ یُفْضِیَ اِلَی کَثِیْرِہٖ ۔ یعنی تھوڑی رخصت بہت دور نوبت پہنچادیتی ہے، ورنہ بغیر ان امور کے ہرگز یہ محفل شرعاً ممنوع نہیں ۔ چنانچہ ابھی اس عبارت منقولہ بالا میں گزر چکا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر بغیر تحریف اور رعایت مقامات نغمہ بغیر تالی بجانے اور ٹھکری لگانے کے پڑھیں اس میں کیا ممانعت ہے۔

اور جیسے قیام کرنے والے جن کو اور دلائل پر غور نہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم قاری مولد کا اتباع کرتے ہیں جس وقت تک وہ بیٹھا ہوا پڑھتا ہے ہم بیٹھے رہتے ہیں جب وہ کھڑا ہو کر پڑھنے لگتا ہے ہم بھی کھڑے ہوجاتے ہیں اس وقت ہم اپنا بیٹھا رہنا مکروہ جانتے ہیں ۔ اور اصحاب (ساتھیوں) کی مخالفت کرنا منافی آداب صحبت ہے۔

مؤلف کہتا ہے اس کی بھی کچھ اصل حدیث شریف اور نیز کلام سلف سے نکلتی ہے ۔ حدیث یہ ہے کہ صحابہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مسجد میں ہم سے حدیث (بیان) کیا کرتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہوجایا کرتے اور کھڑے رہتے یہاں تک کہ ہم دیکھتے آپ گھر میں داخل ہوگئے جیسا کہ مشکوۃ مطبوعہ احمدی کے صفحہ ۳۹۵ میں ہے اور کلام سلف سے یہ سند ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی احیاء العلوم کی جلد ثانی کتاب آداب سماع میں لکھتے ہیں :

الادب الخامس موافقة القوم في القيام اذا قام واحد منهم في وجد صادق من غير رياء و تكلف اوقام باختيار من غير اظهار وجد و قامت له الجماعة فلابد من الموافقة فذلك من اداب الصحبة [1]

خلاصہ یہ کہ قیام کرنے والوں کی نیت اور وجوہ و دلائل میں البتہ اختلاف ہے لیکن قیام فی نفسہ بلاشبہ بڑے بڑے علماء اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق والاجماع جائز ہے اور ایک دو عالم غیر مشہور کی مخالفت جو اس وقت میں پائی گئی وہ معتبر نہیں۔ امام برزنجی نے اپنے مولد شریف میں لکھا ہے کہ قیام کو بڑے بڑے صاحب روایت و ہوش جو اپنے وقت کے امام گنے جاتے تھے انہوں نے مستحسن فرمایا ہے اور ان کی عبارت ملاحظہ یہ ہے :

وَ قَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ مَوْلِدِهِ الشَّرِيْفِ أَئِمَّةٌ"

[1] پانچواں ادب قوم کی موافقت کرنا ہے قیام میں جب کوئی ان میں سے سچے وجد میں بے نمائش وتکلف یا بلا وجد اپنے اختیار سے کھڑا ہو تو ضرور ہے کہ سب حاضرین اس کی موافقت کریں اور کھڑے ہو جائیں کہ یہ آداب صحبت سے ہے۔ [مصنف کی نقل کردہ عبارت کا ترجمہ مکمل ہو گیا مگر یہاں امام غزالی کی اس عبارت کا بقیہ حصہ نقل کرنا افادیت سے خالی نہ ہوگا۔ امام غزالی تحریر فرماتے ہیں: "اور لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرنا لازم ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا اور خصوصاً جب ان عادتوں میں اچھا برتاؤ اور دلوں کی خوشنودی ہو اور کہنے والے کا یہ کہنا کہ "یہ بدعت ہے صحابہ سے ثابت نہیں" تو یہ کب ہے کہ جس چیز کے جواز کا حکم دیا جائے وہ صحابہ سے منقول ہو بری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت ماموربہا کا کاٹ کرے اور ان باتوں سے "نہی" نہیں منقول اور ایسے ہی سب ساعتیں جب ان کے دل خوش کرنا مقصود ہو اور ایک جماعت نے اس پر اتفاق کرلیا ہو بہتر یہی ہے کہ ان کی موافقت کی جائے مگر ان باتوں میں جن سے ایسی صریح نہی وارد ہوئی کہ لائق تاویل بھی نہیں۔" (احیاء العلوم۔ کتاب السماع والوجد، جلد ۲ ص ۳۰۵، مطبعہ المشہد الحسینی قاہرہ)۔ قادری۔]

ذَوُوْ رِوَايَةٍ وَ رَوِيَّةٍ فَطُوْبٰى لِمَنْ كَانَ تَعْظِيْمُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَايَةَ مَرَامِهٖ وَ مَرْمَاهُ ۔ [1]

شرع کے مفتیان ماہر فن ● لکھتے ہیں یہ قیام مستحسن
دیکھو روح البیان کی تحریر ● سنو حلبی کی بعد ازاں تقریر
عقد مفرد کی دیکھ لو تصحیح ● اور علامہ عرب کی تصریح
مفتیوں کی سنو سخن سنجی ● اور دیکھو کلام برزنجی
حسن پر اس کے عام فتویٰ ہے ● صورت اجماع کیسی پیدا ہے
دیکھو اب توبہ کرکے چپ رہنا ● بھول کر بھی نہ اس میں کچھ کہنا

کلام وزینت محفل

کہتے ہیں فرش مت بچھاؤ تم ● عطر و لوبان مت بساؤ تم
ہم یہ کہتے ہیں اے مسلمانو! ● ہے یہ زینت میں رمز پہچانو
ہم جو محفل کو یوں سجاتے ہیں ● فرش اور چاندنی بچھاتے ہیں
رکھتے ہیں عز و شان سے منبر ● عمدہ مسند لگاتے ہیں اس پر
کہیں لوبان ہے کہیں ہے 'اگر' ● عطر و خوشبو سے ہے مہکتا گھر
اس لیے ہے یہ زیب اور زینت ● ہووے ذکر رسول کی عظمت
دیکھ کر عز و جاہ محفل کا ● قفل کھلتا ہے قلب غافل کا
ہوتا اکثر ہے اے خجستہ خصال ● شان معنی پہ جاہ صورت دال
لکھنا قرآن کا مستحب ہے ضخیم ● تا ضخامت سے دل میں ہو تعظیم

---

[1] اور بے شک آپ کے مولد شریف کے ذکر کے وقت کھڑا ہونے کو ان اماموں نے جو صاحب روایت و درایت ہیں، اچھا جانا ہے پس سعادت ہے اس شخص کو جس کی مراد و مقصود کی غایت نبی ﷺ کی تعظیم ہو۔ (مولود برزنجی، ص ۱۲۵ مطبوعہ جامعہ اسلامیہ لاہور)

و یکرہ تصغیر المصحف کذا فی العالمکیریۃ وغیرھا و فی
نصاب الاحتساب ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رای مصحفا
صغیرا فی ید رجل فقال من کتبہ فقال انا فضربہ بالدرۃ و قال
عظموا القرآن و فی المعالم فی بیان کتابۃ بسم اللہ کان عمر بن
عبدالعزیز یقول لکتابہ طولوا الباء و اظہروا السین و فرجوا بینھما
و دوروا المیم تعظیم الکتاب اللہ عزوجل انتھی۔ [۱]
قلت فعلم منھا و من الادلۃ الکثیرۃ غیرھا ان عظمۃ الظاھر
تدل علی عظمۃ الباطن [۲]

گر نہ محفل کو دیجئے زینت ● کیسے نکلے گی اس میں کیا عظمت
فرش منبر نہ شامیانہ ہو ● ایک پھٹا بوریا پرانا ہو
ہے ہمارا خدائے پاک جمیل ● ویحب الجمال [۳] ہے بے قیل
حق نے ہم پر مباح زینت کی ● اور مانع یہ زہد و شدت کی

[۱] قرآن کو چھوٹا کرنا (لکھنا) مکروہ ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے اور نصاب الاحتساب میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں چھوٹا قرآن دیکھا فرمایا یہ کس نے لکھا ہے؟ وہ بولا میں نے۔ آپ نے اس کے درہ مارا اور فرمایا قرآن کی تعظیم کے واسطے بڑا کرو۔ اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے وہاب کتابت بسم اللہ کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اپنے کاتبوں کو فرماتے تھے ب کو دراز کرو اور سین کھول کر لکھو اور فاصلہ دو سین اور با میں اور گول کھینچو میم کو کتاب اللہ کی تعظیم کے واسطے ہے۔ انتہی

[۲] میں کہتا ہوں کہ ان دلیلوں سے معلوم ہوگیا اور نیز ان کے سوا بہت دلیلوں سے کہ بے شک ظاہر کی عظمت دلالت کرتی ہے باطن کی عظمت پر۔۱۲

[۳] مسلم شریف میں ہے اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ۔ (مسلم شریف، رقم الحدیث ۱۳۱)

قوله تعالیٰ: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ كذا فى الدر المختار

یعنی کہہ ان سے میرے پیغمبر ● کس نے زینت حرام کی تم پر
دے جو زینت کی خود خدا رخصت ● کیوں نہ محفل کو دیں ہم زینت
خاص اس کے حبیب کی محفل ● رہے بے زیب کیسے مانے دل

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ ہم نے مانا کہ یہ محفل ذکر رسول کی مستحب ہے لیکن اس مستحب کے واسطے اس قدر زینت کرنی اور مجلس قرآن خوانی اور وعظ کے لیے کچھ زیبائش نہ کرنی اور شیرینی نہ بانٹنی، اس کی کیا وجہ ہے؟، کیا مستحب کو فرائض اور واجبات پر ترجیح ہے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ فقط لوازم سرور بجالانے سے ترجیح لازم نہیں آتی۔ دیکھو عیدین کی نماز کہ بعض علما کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے اور پانچوں وقت کی نماز بالاتفاق والاجماع فرض قطعی ہے: لیکن نماز عید کے واسطے حکم دیا جاتا ہے کہ غسل کریں اور عمدہ لباس پہنیں، زیبائش کریں، خوشبو لگائیں، اظہار بشاشت و تہنیت کریں۔ راستہ میں تکبیر کہتے ہوئے جائیں ایک رستہ سے جائیں اور دوسرے راستہ سے واپس آئیں اور جمعیت کثیر کے ساتھ نماز پڑھیں، تنہا جائز نہیں اور پنجگانہ جو فرض قطعی الثبوت جس کا منکر کافر ہو بلکہ بعض علما کے نزدیک ایک وقت کا ترک کرنے والا بھی کافر ہو، اس کے لیے کچھ بھی اہتمام نہیں۔ اب اگر کوئی نادان یوں کہنے لگے کہ واجب ظنی اور سنت کو فرض پر ترجیح دی اس کی نادانی ہے۔

اصل حکمت اور رمز اس میں یہ ہے کہ صلوٰۃ خمسہ محض عبادت ہے اور روز عید میں دو باتیں ہیں ایک ادائے عبادت اور دوسرا اظہار فرحت سُرور۔ وہ جو لوازم زوائد بالائی ہیں وہ فرحت روز عید کے لیے ہیں نہ محض واسطے نماز کے، اسی طرح محفل نماز یا قرآن خوانی عبادت محض ہے اور محفل مولد شریف میں دو امر ہیں ایک عبادت یعنی روایات و معجزات وغیرہ کا پڑھنا اور دوسرا اظہار فرحت و سُرور پس لوازم زینت اور تجمل اور کھانا کھلانا یا شیرینی بانٹنا خوشبو وغیرہ کا استعمال کرنا یہ سب اظہار فرحت و سُرور کے واسطے ہے نہ صرف معجزات یا قصہ پڑھنے کے واسطے اور اس میں فرحت و سُرور میں حضرت رب العالمین کا شکر ہے کہ ایسا رسول رحمۃ للعالمین ہمارے لیے بھیجا جس کو فرمایا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ ۔ [۱]

اور فرمایا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ [۲]

پس ثابت ہوا کہ یہاں سامان تجمل اور زینت میں حکمت اور ہے کہ وہ مجلس قرآن خوانی اور وعظ وغیرہ میں نہیں۔

اور اگر کوئی کہے کہ حصول ایمان اور نزول قرآن اور نماز وغیرہ بھی تو نعمتیں ہیں ان کا سُرور کیوں نہیں کرتے؟۔ ہم کہتے ہیں کہ واقعی یہ سب نعمتیں ہیں لیکن یہ سب نعمتیں آپ ﷺ کے وسیلہ سے حاصل ہوئیں اور اگر آپ دار دنیا میں تشریف فرما نہ ہوتے تو ان میں سے کچھ بھی نہ ہوتا۔

---

[۱] تحقیق تمہاری طرف اللہ کی طرف سے نور آیا۔ پارہ ۶، المائدہ ۱۵

[۲] تحقیق اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے اہل ایمان پر کہ ان میں ایک رسول انہیں میں کا بھیج دیا۔ پارہ ۴، آل عمران ۱۶۴

احادیث میں وارد ہے کہ اگر حضرت پیدا نہ ہوتے تو نہ آسمان ہوتا نہ زمین اور نہ ثواب وعذاب قائم کیا جاتا اور نہ آدم علیہ السلام پیدا ہوتے۔[1]

چنانچہ یہ روایتیں مواہب اللدنیہ اور اس کی شرح اور سیرت حلبی میں موجود ہیں پس حضرت ﷺ کے پیدا ہونے کا سرور اور فرحت کرنا گویا سب چیزوں کا فرحت اور سرور ہے۔

---

[1] الآثار المرفوعۃ جلد ۱، ص ۴۴، الفوائد المجموعۃ، باب فضائل النبی، حدیث ۱۸، ص ۳۲۶، دار الکتب العلمیہ بیروت
الاسرار المرفوعۃ فی اخبار الموضوعۃ، حدیث ۷۵۵، ص ۱۹۴، دار الکتب العلمیہ بیروت۔ دیلمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور ﷺ فرماتے ہیں اتانی جبریل فقال ان اللہ یقول لولاک لما خلقت الجنۃ و لولاک لما خلقت النار میرے پاس جبریل نے حاضر ہوکر عرض کی، اللہ عزوجل فرماتا ہے اگر تم نہ ہوتے میں جنت کو نہ بناتا، اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دوزخ کو نہ بناتا۔ (کنز العمال بحوالہ دیلمی، موسسۃ الرسالۃ بیروت، جلد ۱۱، ص ۴۳۱)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت سے لولاک لما خلقت الدنیا کی بابت دریافت کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام جہان حضور ﷺ کے لئے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالے تلألؤ الافلاک بجلال احادیث لولاک میں ہے اور انہی لفظوں کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی۔ مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں۔ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ان الفاظ سے روایت کی خلقت الخلق لاعرفھم کرامتک و منزلتک عندی و لولاک لما خلقت الدنیا (تاریخ دمشق جلد ۲، ص ۱۳۷، جلد ۳، ص ۲۹۷ ملتقطاً فتاوی رضویہ جلد ۲۹، ص ۱۱۲_۱۱۷، جلد ۱۵، ص ۲۰۳_۲۰۴)

حصورِ ذات توست دگر جملگی طفیل
حضورِ ذات توست دگر جملگی ظلام

(حضور ان کی ذات ہے باقی تمام طفیل ہیں انھیں کا نور دکھائی دیتا ہے باقی سب تاریکیاں ہیں۔ فتاوی رضویہ جلد ۳۰، ص ۱۸۹_۱۹۱) قادری۔]

چوکی یا منبر بچھانا اور اہتمام کرنا

جہلا طعن دیتے ہیں اکثر ● پڑھتے مولود کیوں ہیں منبر پر
لو سنو۔ حال امام مالک کا ● راہِ عشقِ نبی کے سالک کا
مجتہد تھا وہ مرد دانا دل ● اور خیرالقرون میں شامل
جب روایت حدیث فرماتے ● غسل خانے میں اولاً جاتے
غسل کرتے محدثوں کے رئیس ● اور پہنتے لباس پاک و نفیس
باندھتے ایک عمامہ زیبا ● طیلسان اوڑھتے تھے اور ردا
آتے خوشبو لگا کے پھر باہر ● باوقار و جلال و شوکت و فر
ایک چوکی بچھائی جاتی تھی ● عمدہ مسند لگائی جاتی تھی
بیٹھ کر اس پہ شان و شوکت سے ● تب حدیثِ رسول پڑھتے تھے
درس جب تک حدیث فرماتے ● بہر خوشبو بخور سلگاتے
پوچھا اک شخص نے کہ مولانا ● کرتے ہو اہتمام کیوں اتنا
بولے اس واسطے ہے یہ تعظیم ● ہے حدیثِ نبی کی شان عظیم
غور سے دیکھو اے مسلمانو! ● مت پھرو حق سے امر حق مانو
ہے جو مولد کی محفل مقبول ● اس میں کیا ہے بجز حدیث رسول
کہیں قرآن سے کوئی آیت ہے ● راویوں سے کوئی روایت ہے
معجزات رسول کا ہے بیاں ● با احادیث و آیۂ قرآں
چوکی گر ہم بچھائیں یا منبر ● پڑھیں عظمت سے ذکر پیغمبر
مت کہو اس کو سیئہ بدعت ● ہے یہ خیرالقرون کی سنت

نقل مذہب جمہور در جواز محفل مولود

محفل اس زیب اس صفائی سے ● خاص اس ہیئت کذائی سے
لکھتے ہیں مستحب و مستحسن ● نورحق سے ہے جن کا دل روشن
جیسے تھے ابن طغربک مفتی ● ترکمانی دمشقی حنفی
قاریوں کے امام شمس الدین ● جن کی جزری ہے اور حصن حصین
وہ سیوطی فقیہ خوش تقریر ● ہے جلالین جس کی اک تفسیر
وہ امام محی الدین نووی ● شرح مسلم کی ہے جنہوں نے لکھی
ان کے استاد شیخ علامہ ● کنیت جن کی ہے ابو شامہ
فقہاء اور محدثوں کے امام ● شیخ ابن حجر ہے جن کا نام
ناصر الدین وہ شیخ علامہ ● عاجز ان کی ثنا سے ہے خامہ
شیخ ملا علی خجستہ صفات ● جس نے مشکوۃ میں لکھی مرقات
قسطلانی حدیث کا حاوی ● ہے مواہب لدنیہ جن کی
ماہر ملت مسلمانی ● حضرت بو سعید بورانی
وہ محدث فقیہ ربانی ● معدن علم شیخ زرقانی
وہ علی شارح صفات نبی ● جس نے لکھی ہے سیرت حلبی
وہ محدث دمشق کا نامی ● جس نے لکھی ہے سیرت شامی
وہ ابوالخیر جو سخاوی تھے ● علم دیں پر وہ کیسے حاوی تھے
ناظم گوہر سخن سنجی ● یعنی سید امام برزنجی
وہ بخارا کے احمد مبرور ● جن کا شرف الانام ہے مشہور
وہ ابو زرعہ جو عراقی تھے ● جام حب نبی کے ساقی تھے

جن کا دل نورِ حق سے تھا معمور ● جیسے بوبکر یوسف و منصور
بوالحسن ابن فضل حقانی ● اور صالح جمال ہمدانی
احمد بن محمد مدنی ● شیخ علامہ عرب مروزکی
صاحب مجمع البحار کو دیکھ ● ان کی تقریر آبدار کو دیکھ
حافظ شمس دین محمد نام ● ابن ناصر دمشقی قمقام
شیخ عبداللہ فاضل انصاری ● حسن اللہ فیضہ الجاری
ابن جعفر جو تھے ظہیر الدین ● اور وہ فاضل نصیر الدین
وہ فقیہ کبیر با توقیر ● یعنی حافظ عماد ابن کثیر
شیخ کامل جمال دین میرک ● مرد عارف مبصر و زیرک
وہ ابو طیب اہل دین ستی ● لکھتے زرقانی ہیں ثنا ان کی
صدر دیں شافعی محبّ نبی ● اور محمد رفاعی مدنی
وہ مفسر افندی اسمٰعیل ● دیکھو روح البیان میں ان کی دلیل
زین دین نقشبند پیر ہدی ● تھا ہمایوں بھی معتقد جن کا
وہ محدث فقیہ عبدالحق ● دل پہ چھایا تھا جن کے بالکل حق
ہند کا وہ محدث آگاہ ● نام جن کا ہوا ولی اللہ
کہتے استاد ہیں تمام ان کو ● مانتے سب ہیں خاص و عام ان کو
جب گئے مکہ وہ خجستہ خصال ● لکھتے [1] ہیں اس طرح وہ اپنا حال

---

[1] یہ مشاہدہ اپنا حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی کتاب فیوض الحرمین میں لکھا ہے تقریب روح کتاب میں اول کی طرف یہ بیان ہے۔ (تفصیل کے لئے فیوض الحرمین ص ۲۷۔ مطبع الاحمدی دہلی)

تھی جو مکہ میں منعقد محفل ● میں بھی جا کر وہاں ہوا شامل
تھا بیاں آپ کی ولادت کا ● ذکر میلاد با سعادت کا
میں نے کثرت سے پائے واں انوار ● اتری محفل میں رحمت غفار
اس سے ثابت ہے اے مبارک پے ● بزم مولد مقام رحمت ہے
الغرض ایسے ایسے صاحب دل ● پہلے وقتوں کے فاضل و کامل
نام لکھے گئے ہیں اب جن کے ● اور بہت مقتدا سوا ان کے
لاتے اس باب میں دلائل تھے ● بزم میلاد کے وہ قائل تھے
فقہا اور محدثین بہت ● گزرے اس پر ہیں اہل دین بہت
جیسے یہ اتقیائے کامل تھے ● جیسے یہ عالمان عامل تھے
کون اب تم میں ہے کہو ایسا ● بدعت کے فتوی جو دیتے ہو ایسا
گو سلف میں ہوئی تھی کچھ تکرار ● سو میں دو چار نے کیا انکار
آخرش فتح قول حق کو ہوئی ● ان کے انکار پر چلا نہ کوئی
قول جمہور پر ہوا فتوی ● سارے ملکوں میں ہو گیا چرچا
حکم ہے سید دو عالم کا ● اتباع سواد اعظم کا

اِتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ [1]

---

[1] جماعت کی پیروی کرو۔ تحقیق جو جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں ڈالا جائے گا۔ انتہی [کنز العمال، رقم الحدیث ۱۰۳۰، مستدرک للحاکم رقم الحدیث ۳۹۵] مولوی قطب الدین خان صاحب دہلوی نے مظاہر الحق ترجمہ مشکوۃ میں جو باصلاح مولوی اسحٰق صاحب کے لکھا گیا ہے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے جو اعتقاد اور قول و فعل اکثر علما کے ہوں اس پر عمل کرو اور یہی مضمون عربی عبارت میں مولوی احمد علی صاحب سلمہ اللہ محدث سہارنپوری نے اپنے محشی کی مشکوۃ عربی میں لکھا ہے۔ المراد به المعمول عظیم الجماعۃ الکبیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین۔

کل عرب اور کل عجم دیکھو ● خاص اللہ کا حرم دیکھو
نور ایمان ہے جس کے سینے میں ● دیکھ لے مکہ اور مدینے میں
فقہا سب وہاں موافق[1] ہیں ● ایک سے ایک سب مطابق ہیں
کچھ ذرا بھی تو وہاں خلاف نہیں ● کسی مذہب کا اختلاف نہیں
حنفی اور شافعی کے ثقات ● مالکی اور حنبلی کے رواۃ
چاروں مذہب کا ہے یہی ارشاد ● مستحب ہے یہ محفل میلاد
چاروں مذہب کا ہو گیا اجماع ● اب خطا پر ہے وہ جو ڈالے نزاع

التماسِ مؤلف

جو میری مثنوی کی سیر کریں ● میرے حق میں دعائے خیر کریں
مجھ کو حق جس طرح ہوا معلوم ● اس صحیفہ میں کر دیا مرقوم
گر نیابد بگوش رغبت کس ● بر رسولان بلاغ باشد و بس
کام اپنا ہے امر حق کہنا ● گر معاند لڑے تو چپ رہنا
گر کوئی اس میں رد و قدح کرے ● نہیں ہرگز ملال اس کا مجھے
مَا نَجَى اللّٰهُ وَالرَّسُوْلُ مَعًا ● مِنْ لِسَانِ الْوَرٰى فَكَيْفَ اَنَا
اپنا شیوہ نہیں ہے جنگ و جدل ● کس و ناکس سے کرنا رد و بدل

---

[1] [مصنف علامہ عبدالسمیع رامپوری اپنے عہد کی بات کر رہے ہیں جب کہ حرمین شریفین میں سنی المذہب ہی رہتے تھے۔ ۱۹۲۵ء میں نجدیوں نے غلبہ حاصل کر کے سعودی عرب بنایا اور پورے ملک میں حنفی لوگوں کو وہابی بنایا گیا۔ تفصیلات کے لئے "تاریخ نجد و حجاز" از مفتی عبدالقیوم ہزاروی کا مطالعہ فرمائیں۔ قادری۔]

بس سلامت روی ہے کام اپنا ● دوست دشمن کو ہے سلام اپنا
صلح کل حق نے دی ہے خو مجھ کو ● مرحبا کہتے ہیں عدو مجھ کو
اب تمامی پہ آیا اپنا کلام ● بھیجوں حضرت پہ میں درود و سلام
لَسْتُ اُحْصِیْ سِوَی الصَّلوٰۃِ اِلَیْہِ ● یَا مُفِیْضُ الْوُجُوْدِ صَلِّ عَلَیْہِ
وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ ● وَارِثِیْ عِلْمِہٖ وَ آدَابِہٖ

فائدہ۔ محفل مولد شریف کرنے والوں کو جو بعضے مبتدع مشرک کہتے ہیں اچھا نہیں کرتے کہ اس کی نوبت دور پہنچتی ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کے جد اعلیٰ نیز استاد الاستاد شیخ الشیوخ طریقہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فیوض الحرمین میں درباب محفل میلاد فرماتے ہیں :

فرایت انوارا سطعت دفعة و رایت یخالطا انوار الملائکة ادوار رحمة انتھی ملخصا۔ [۱]

اور حضرت شاہ ولی اللہ کے شیخ المشائخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فیستحب لنا اظھار الشکر لمولدہ علیہ السلام بالاجتماع والاطعام و غیر ذلک۔ [۲]

چنانچہ سیرت شامی میں اور تفسیر روح البیان وغیرہ میں ہے اور نیز حضرت شاہ ولی اللہ کے شیوخ الشیوخ ابن جزری اس محفل کرنے والے کے لیے فرماتے ہیں کہ:

---

[۱] میں نے اس محفل میں دفعتہً انوار بلند ہوتے دیکھے اور میں نے انوار رحمت الٰہی کے انوار ملائکہ میں ملے ہوئے دیکھا۔ انتہی ملخصاً (فیوض الحرمین ص ۲۷ مطبع احمدی دہلی)

[۲] ہم کو مستحب ہے شکر ظاہر کرنا میلاد نبی ﷺ کا۔ آپ ﷺ (کو) جمع کرنے اور طعام وغیرہ کھلانے کے ساتھ۔

لَعَمْرِیْ اِنَّمَا جَزَاءُ ہٗ مِنَ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ اَنْ یُّدْخِلَہٗ بِفَضْلِہِ الْعَمِیْمِ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ [1]

چنانچہ قسطلانی اور زرقانی وغیرہ میں تصریحاً مذکور ہے اور ان دو بزرگوں کا سلسلہ مشائخ حضرت شاہ ولی اللہ میں ہونا رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں صاف مرقوم ہے :

'اس فقیر یعنی ولی اللہ نے علم حدیث لیا اور خرقہ صوفیا پہنا اور شیخ ابو طاہر سے خلافت پائی، انہوں نے شیخ ابراہیم سے انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے انہوں نے شیخ احمد شناوی سے انہوں نے شیخ علی سے انہوں نے جلال الدین سیوطی سے انہوں نے شیخ کمال الدین سے انہوں نے شیخ القراء والمحدثین ابن جزری سے' الخ [2]

پس جو لوگ ان بزرگواروں کو اپنا پیشوا جانتے ہیں ان کو اس باب میں ہرگز دم مارنا نہ چاہیے کہ خلف صالح کی سعادت مندی اسی میں ہے کہ اپنے سلف صالح کی پیروی کرے اور علاوہ اس خاندان کے اور بھی بہت بزرگان دین فقہا و محدثین سلفاً خلفاً اس کی تائید پر تھے چنانچہ ان کے بعض اسماء اس مثنوی میں بھی مندرج ہیں۔

وَ مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

[1] قسم ہے کہ اس کی جزا یعنی محفل میلاد شریف کرنے والے کی یہی جزا ہے کہ اللہ کریم اس کو اپنے فضل عام سے بہشت نعیم میں داخل کرے گا۔ ۱۲

[2] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۸، ۱۷، ادارہ ضیاء السنۃ ملتان

وسائل بخشش [۱۳۰۹ھ]

[مثنوی در ذکر کرامات حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ]

تصنیف لطیف

برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا حسنؔ قادری برکاتی

کلیاتِ حسن

[دو جلدیں] زیر طبع

برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا حسنؔ قادری برکاتی کی تمام

تصنیفات کا مجموعہ جدید ترتیب وتخریج وحواشی کے ساتھ

مرتبین: علامہ محمد افروز قادری

محمد ثاقب رضا قادری